عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد:۳۲	۵ تا ۱۱ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۱۳ء	شمارہ:۱۹

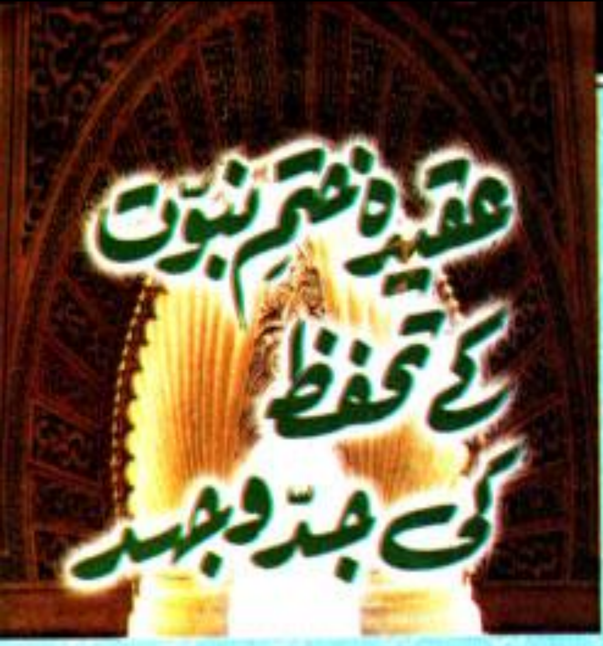

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد

قرآن و سنت کے احکامات کا استہزا کیوں؟

مقام نبوت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

طلاق دینے کا صحیح طریقہ

محمد عبداللہ، کراچی

س:...... طلاق دینے کا صحیح طریقہ اسلام میں کیا ہے؟ کیا تین طلاق دینا ہی ضروری ہے یا کوئی اور طریقہ بھی ہے؟

ج:......شدید ضرورت کے وقت طلاق دی جاسکتی ہے جب کسی طور پر بھی نباہ کی صورت نہ ہو اور طلاق دینے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ بیوی کو پاکی کے ایام میں جب کہ شوہر اس سے ہمبستر نہ ہوا ہو...... ایک طلاق دے دے، اس کے بعد اس سے رجوع نہ کرے، یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے، جیسے ہی عورت کی عدت پوری ہوگی تو وہ نکاح سے آزاد ہو جائے گی اور دوسری جگہ نکاح کر سکے گی اور اگر اسی شوہر سے صلح ہو جائے تو اس سے بھی نکاح کر سکتی ہے۔ اس صورت میں نکاح کے بعد شوہر کو صرف دو طلاق کا حق باقی ہوگا اور اگر یہ دو طلاق بھی دے دے گا تو یہ طلاق مغلظہ ہو جائے گی اور اس کے بعد بیوی شوہر کے لئے حرام ہو جائے گی اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکے گی۔ اس لئے ایک ساتھ تین طلاق دینا صحیح نہیں اور غصہ میں آدمی تین طلاق دے بیٹھتا ہے جب غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ اب بیوی سے علیحدگی ہو جائے گی بچے جائیں گے، اب میرا کیا ہوگا؟ اب وہ حیلہ بہانا ڈھونڈنا شروع کرتا ہے کہ کسی طریقہ سے یہ طلاق واقع نہ ہو اور بیوی ہاتھ سے نہ جائے، اس لئے وہ ادھر ادھر چکر لگانا شروع کرتا ہے کہ کوئی مولوی اسے فتویٰ دے دے کہ تین طلاق ایک ہی ہوتی ہے اور ایسے لوگ ڈھونڈنے میں وہ کامیاب بھی ہو جاتا ہے مگر حقیقت میں وہ خود گمراہ ہو جاتا ہے اور ساری عمر بدکاری اور زناکاری کے ساتھ گزارنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ قرآن وسنت، ائمہ اربعہ، چودہ سو سال کے علماء و صلحاء کے مطابق تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، خواہ ایک مجلس میں ہوں یا ایک لفظ سے ہوں، اس لئے تین طلاق ایک ساتھ دینے سے پرہیز کریں تاکہ گناہ سے اور آئندہ کے لئے مشکل سے بچا جا سکے۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کیسے کی جائے؟

س:...... بالغ ہونے کے بعد سے میں نے نماز پابندی سے نہیں پڑھی، کبھی دو پڑھیں، کبھی تین پڑھیں اور کبھی پانچوں پڑھیں اور یہ عرصہ تقریباً دس سال تک کا ہے اس کے بعد میں نے پابندی کرنا شروع کردی۔ اب سوال یہ ہے کہ میں فوت شدہ نمازوں کا حساب کس طرح کروں؟ مجھے تو کوئی اندازہ نہیں ہے کہ کون سی اور کتنی پڑھی تھیں؟

ج:......دس سال تک ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز پڑھنا شروع کردیں اور اگر موقع ملے تو زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں، اور اس کا حساب رکھیں، جب آپ کی قضا نمازیں پوری ہو جائیں گی تو زیادہ پڑھی ہوئی نفل بن جائیں گی۔ ہر نماز پڑھتے وقت نیت یہ کریں کہ میرے ذمہ جو نمازیں قضا ہیں ان میں سے پہلی فجر یا ظہر کی نماز ادا کر رہا ہوں۔ اسی طرح ہر نماز میں نیت کر لیا کریں۔

سجدے کی تکبیر کہنا بھول جائے تو؟

س:...... اگر نماز پڑھنے والا رکوع کرتے وقت یا سجدے میں جاتے وقت رکوع اور سجدے کی تکبیر کہنا بھول جائے تو کیا سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا؟

ج:......سجدہ سہو نماز کے واجبات چھوڑنے سے واجب ہوتا ہے اور رکوع وسجود کی تسبیحات اور تکبیرات واجب نہیں سنت ہیں، اس لئے اگر کوئی انہیں ادا کرنا بھول جائے تو سجدہ سہو ادا کرنا ضروری نہیں ہوگا۔ ہاں جان بوجھ کر چھوڑنا بُرا ہے۔

ضرورت کے وقت کسی کو خون دینا

س:...... کیا ضرورت کے وقت ایک انسان کا دوسرے انسان کو خواہ وہ غیر مسلم ہو، خون دینا درست ہے؟

ج:......ایک دوسرے کو شدید ضرورت کے وقت خون دینا صحیح ہے، مگر یہ کہ خون نکال کر فروخت نہ کرے کیونکہ انسانی خون بکاؤ مال نہیں ہے۔ ☆☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲ — ۵ تا ۱۱ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۱۳ء — شمارہ:۱۹

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قرآن وسنت کے احکامات کا استہزاء کیوں؟	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
مقامِ نبوت	۸	مولانا عبدالمجید لدھیانوی
عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد	۱۱	مولانا زاہد الراشدی
تعلیم کا اصل مقصد اور اس کے حصول کا طریقہ کار (۲)	۱۳	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
ختم نبوت کانفرنس رحیم یارخان	۱۶	مفتی محمد راشد مدنی
جامعہ مخزن العلوم میں ختم نبوت کی بہاریں	۱۹	. . . . .
تاریخ اذان اور مسجد نبوی (۲)	۲۱	مولانا صابر دانش
ماں! تیرا شکیل زندہ باد ہو گیا	۲۳	مولانا قاضی احسان احمد
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک ـ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ظلم اور قطع رحمی کی سزا دُنیا میں بھی ملتی ہے

”حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں جو اس بات کا زیادہ مستحق ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا فوری طور پر دُنیا میں بھی دے دیں، علاوہ اس سزا کے جو اس پر آخرت میں ہوگی۔“

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۳)

یعنی گناہوں کی اصل سزا تو آخرت میں ملے گی، لیکن کبھی دُنیا میں بھی مل جاتی ہے، اور تمام گناہوں میں یہ دو گناہ سب سے زیادہ اس کے مستحق ہیں کہ دُنیا میں بھی ان کی سزا ملے، ایک کسی پر ظلم و زیادتی کرنا، دُوسرے قطع رحمی کرنا، کیونکہ ان دونوں گناہوں سے خلقِ خدا کو ایذا پہنچتی ہے اور ان کے حقوق پامال ہوتے ہیں، اور موذی کو دُنیا میں بھی راحت و سکون نصیب نہیں ہوتا، پھر ظلم و تعدی اور قطع رحمی کے بھی مختلف درجات ہیں، اور ہر درجے کے شخص کو اس کے مناسب سزا ملتی ہے، چنانچہ قطع رحمی کی سب سے بدترین صورت والدین کے ساتھ بدسلوکی ہے، اور ایسا شخص دُنیا میں مال و اولاد کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے۔

صابر و شاکر کون ہے؟ اور کون نہیں؟

”حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جائیں، اللہ تعالیٰ اس کو صابر و شاکر لکھ دیں گے، اور جس شخص میں وہ دونوں باتیں نہ پائی جائیں، اللہ تعالیٰ اسے نہ شاکر لکھیں گے، نہ صابر۔ جو شخص کہ اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے اُوپر والے کو دیکھے، پس اس کی اقتدا کرے، اور اپنی دُنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے، پس اللہ تعالیٰ نے اسے جو فضیلت نیچے والے پر دی، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے، اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھ دیتے ہیں، اور جو شخص اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے اور اپنے دُنیا کے معاملے میں اپنے سے اُوپر والے کو دیکھے اور جو نعمت اس سے فوت ہوگئی ہے اس پر افسوس کرے، اللہ تعالیٰ نہ اس کو شاکر لکھتے ہیں اور نہ صابر۔“ (ترمذی، ج:۲، ص:۷۳)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (دُنیا کے معاملے میں) اپنے سے نیچے والے کو دیکھو، اپنے اُوپر والے کو نہ دیکھو، کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تم پر جو انعامات ہیں تم ان کی تحقیر نہ کرو۔“ (ترمذی، ج:۲، ص:۷۳)

ان دونوں احادیث میں علم و معرفت کے ایک ”بابِ عظیم“ کی طرف راہ نمائی فرمائی گئی ہے، وہ یہ کہ دین کے معاملے میں تو اپنے سے فائق لوگوں کو دیکھو تاکہ تمہارے دل میں ان کی ریس کا داعیہ پیدا ہو، اور تمہارا رُخ دین میں سبقت اور نیکیوں میں ترقی کی طرف ہو۔ اس کے برعکس دُنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے کے لوگوں کی طرف دیکھو، تمہیں دُنیا میں خواہ کیسی ہی تنگی، مصیبت اور مشکلات کا سامنا ہو، مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو تم سے بڑھ کر تنگی میں مبتلا اور مصائب و آفات کا شکار ہوں گے، جب تم ان کی طرف دیکھو گے تو بے ساختہ اپنی حالت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ گے کہ مالک نے بغیر کسی استحقاق کے محض اپنے فضل و احسان سے مجھے ایسی نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں جن سے اس کی بہت سی مخلوق محروم ہے، اس صورت میں تمہیں صبر و شکر کا مقام حاصل ہوگا، اور تمہارا نام صابر و شاکر حضرات کی فہرست میں درج کردیا جائے گا۔

اس کے برعکس اگر دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو گے تو اس سے دو قباحتیں جنم لیں گی، ایک تو یہ کہ تم اپنی دینی حالت پر قناعت کرکے بیٹھ جاؤ گے، تمہارے دل میں ترقی اور بلندی کا ولولہ ہی پیدا نہ ہوگا، جس سے تمہاری دینی ترقی رُک جائے گی، اور کسی کی ترقی کا رُک جانا بجائے خود تنزل ہے۔ ایک دُکان دار کا سرمایہ اگر دس ہزار ہو، اور دس سال گزرنے پر بھی دس کا دس ہی رہے تو گویا اس نے اپنی زندگی کے دس سال ضائع کردیے، باوجودیکہ دس سال میں اسے خسارا نہیں ہوا، لیکن دس سال کے عرصے میں اس کے سرمائے میں ترقی نہ ہونا بھی تو خسارا ہے۔ اور اس سے دُوسری قباحت یہ جنم لے گی کہ جب اپنے نیچے والوں کو دیکھو گے تو اپنے اعمال پر تم کو غرّہ ہوگا اور آدمی کا اپنے نیک اعمال پر نظر کرنا اور ان سے مغرور ہونا بجائے خود مہلک چیز ہے۔

اور اگر دُنیا کے معاملے میں اپنے سے اُوپر والوں کو دیکھو گے تو اس سے بھی دو قباحتیں جنم لیں گی، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تمہیں عطا فرما رکھی ہیں وہ تمہاری نظر میں نہیں جچیں گی، بلکہ اُوپر والوں کو دیکھ کر تم ان نعمتوں کی تحقیر اور ناشکری کروگے، تمہیں ان انعاماتِ الٰہیہ پر کبھی شکر کی توفیق نہیں ہوگی، اور تمہارا نام اللہ تعالیٰ کے یہاں ناشکروں کی فہرست میں لکھ دیا جائے گا۔ دُوسری قباحت یہ کہ تمہیں کبھی راحت و اطمینان کی کیفیت نصیب نہیں ہوگی، بلکہ دُوسروں کی اچھی حالت دیکھ کر ہمیشہ تمہاری رال ٹپکتی رہے گی، اگر تم زبان سے اللہ تعالیٰ کی شکایت نہ بھی کرو تب بھی دل میں تو شکایت کا مضمون ضرور پیدا ہوگا کہ: ”ہائے! فلاں چیز اللہ تعالیٰ نے فلاں کو تو دی ہے، مگر مجھے نہیں دی“ یہ بے صبری اور قلبی پریشانی کی وہ کیفیت ہے جس کی وجہ سے تمہارا نام کبھی صابرین کی فہرست میں نہیں لکھا جاسکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی اُمت پر ماں سے زیادہ شفیق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ایسی تدبیر بتادی جس کے ذریعے انہیں دُنیا میں راحت و سکون بھی حاصل ہو، آخرت کے درجاتِ عالیہ بھی میسر آئیں، اور ان کا نام صابرین و شاکرین میں بھی لکھا جائے، اس شفقت و عنایت کا کیا ٹھکانا ہے...! ☆☆☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قرآن وسنت کے احکام کا استہزا کیوں؟

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

ہمارے محب ومکرم، حضرت مولانا فخرالاسلام مدظلہ نے ایک آدمی کے ذریعہ روزنامہ ”نئی بات“ ۲۹؍جمادی الاول ۱۴۳۴ھ، ۱۱؍اپریل ۲۰۱۳ء کے شمارہ کا ادارتی صفحہ ایک کالم پر نشان لگاکر بھیجا، وہ کالم ”دھوپ کی جنت یا موت کا گھر“ کے عنوان سے جناب پروفیسر مظفر بخاری نے تحریر کیا ہے۔ موصوف نے اس کالم میں ترقی یافتہ ممالک کے معاشی، سماجی، سیاسی اور تعلیمی مسائل کے حل کرنے کے طریقوں کی خوب داد دی ہے اور اس کالم میں بوڑھے والدین کے مسئلہ کو خاصا قدیم اور پیچیدہ مسئلہ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”یہ بوڑھے جب ریٹائر ہوکر گھر بیٹھ جاتے ہیں تو گھر والوں کی زندگی اجیرن کردیتے ہیں، یہ کرو، یہ نہ کرو، یوں سوچو، یوں نہ سوچو، غرض زمانے بھر کے پندونصائح سے گھر والوں کی ناک میں دم کردیتے ہیں۔ لیکن ہم انہیں مرتے دم تک گھر میں رکھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہمارا سماجی نظام اتنا ناقص ہے کہ ان تکلیف دہ بوڑھوں سے نجات کا کوئی طریقہ نظر نہیں آتا۔ دن رات ان کی تندوترش باتیں سنو اور ان کی بیماری پر روپے الگ گنواؤ۔ اب دیکھئے یورپ اور امریکا نے یہ مسئلہ کس قدر ذہانت اور عقلمندی سے حل کرلیا ہے۔ ان ممالک میں حکومت نے اولڈ ہومز (Old Homes) کھول رکھے ہیں۔ جونہی کسی کے والدین بوڑھے ہونے لگتے ہیں اور کمائی کے قابل نہیں رہتے، ان کے نوجوان بچے انہیں اٹھاکر کسی دوردراز کے اولڈ ہومز میں جمع کرا آتے ہیں اور یوں ان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کرلیتے ہیں۔ جرمنی میں بوڑھے افراد کے ان مراکز کو سینئر شہریوں کی فاؤنڈیشن کا نام دیا گیا ہے۔ یہ سینئر شہری اپنی فاؤنڈیشن میں بھی نت نئے مسائل کھڑے کرنے سے باز نہیں رہتے۔ دراصل یہ ان کی عمر کا تقاضا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی باتوں پر توجہ دینے کی ضرورت محسوس کی جاتی۔

ان بوڑھے شہریوں کا کہنا ہے کہ ہمارے بیٹے، بیٹیاں ہمیں اولڈ ہومز میں جمع کروانے کے بعد پلٹ کر ہماری خبر نہیں لیتے اور ہمیں یوں بھلادیتے ہیں ہیں جیسے ہم مرچکے ہیں۔ اگر ان بوڑھے افراد کو یہ احساس ہوجائے کہ جدید زندگی ازحد مصروف ہے اور کسی کے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہوتا کہ بوڑھوں کی مزاج پرسی کرتا پھرے، تو یہ لوگ کبھی اس بات کی شکایت نہ کریں۔ دوسری شکایت ان بوڑھے افراد کی یہ ہے کہ انہیں معاشرے سے الگ تھلگ زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

ایک بوڑھے نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ہم بوڑھے لوگ یہاں اس لئے جمع ہیں کہ ایک دوسرے کو مرتے ہوئے دیکھیں۔ بھلا کوئی ان بزرگوں سے پوچھے کہ مرنا تو برحق ہے، گھر میں مریں یا کسی اولڈ ہوم میں، اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ رہی معاشرے سے الگ تھلگ زندگی بسر کرنے کی شکایت تو یہ شکایت سرے سے لغو اور بے معنی ہے۔ یہ بوڑھے لوگ مل کر اپنا معاشرہ کیوں نہیں بنالیتے؟ کیا یہ ضروری ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی معاشرے کے ہر پھڈے میں ٹانگ اڑائی جائے۔ دراصل اس عمر میں آدمی کا دماغ چل جاتا ہے اور وہ اُول فُول بکنے لگتا ہے۔ مرزا غالب نے ٹھیک ہی کہا تھا: ”اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، انہیں کچھ نہ کہو۔“

اولڈ ہومز میں رہنے والے بوڑھے اکثر یہ کہتے ہیں کہ ہم یہاں نہایت دل برداشتہ اور دل شکستہ رہتے ہیں، حالانکہ حکومت نے ان اولڈ ہومز کا نام ”دھوپ کی جنت“ رکھا ہوا ہے، لیکن نہ جانے بوڑھے حضرات کیوں مصر ہیں کہ یہ اولڈ ہومز دراصل ”موت کے گھر“ ہیں۔ اب آپ

خود ہی اندازہ فرمالیں کہ بوڑھوں کی سوچ کس قدر منفی ہوتی ہے۔ میری تجویز ہے کہ ہمارے ملک میں بھی ’’اولڈ ہومز‘‘ تعمیر کئے جائیں، جونہی کسی کے ماں باپ بوڑھے ہوکر معاشی بوجھ بننے لگیں، ان کی اولاد انہیں جھٹ کسی اولڈ ہوم میں ڈیپازٹ کروا آئے اور آتے وقت اولڈ ہوم کے گیٹ پر یوں فاتحہ پڑھ آئے، جیسے یہ قبرستان کا گیٹ ہو۔ میری اس تجویز کی راہ میں جو چیز حائل ہے وہ یہ فرسودہ تصور ہے کہ والدین کی آخری دم تک خدمت کرنی چاہئے اور ان کے سامنے اونچی آواز میں اُف بھی نہیں کرنی چاہئے۔ نہ جانے ہم کب ایسے فرسودہ تصورات سے نجات حاصل کرکے، ترقی یافتہ اقوام کی صف میں کھڑے ہوں گے۔‘‘

موصوف جن تصورات کو فرسودہ قرار دے کر ان سے نجات حاصل کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ ہم قرآن کریم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے آئینہ میں دیکھتے ہیں کہ والدین کی خدمت کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے یا یہ فرسودہ تصورات لوگوں نے خود گھڑ لئے ہیں؟ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا، وہیں والدین کے ساتھ احسان کرنے کا بھی حکم دیا۔ اسی طرح جہاں بنی اسرائیل سے اللہ تعالیٰ نے کئی اور عہد لئے، وہیں اپنی عبادت کی تاکید کے ساتھ یہ عہد بھی لیا کہ تم والدین کے ساتھ احسان کروگے، اور یہ احسان کرنا صرف مسلم والدین کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ والدین مشرک اور کافر ہی کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ بھی احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیا ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ والدین کے حقوق، ان کی خدمت اور ان کے ساتھ ادب واحترام کو یوں بیان فرمایا:

’’وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ○ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا۔‘‘ (بنی اسرائیل:۲۴،۲۳)

ترجمہ: ’’اور حکم کرچکا تیرا رب کہ نہ پوجو اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو، اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں، تو نہ کہہ ان کو ’’ہوں‘‘ اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان سے بات ادب کی اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کرکر نیازمندی سے اور کہہ: اے رب! ان پر رحم کر، جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا۔‘‘

بچہ کو حقیقتاً وجود عطا کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، والدین اس بچے کی پیدائش کا ظاہری سبب اور ذریعہ ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ذکر کے بعد والدین کے ساتھ احسان کا حکم فرمایا ہے۔ بچہ جب بالکل کمزور ہوتا ہے ماں باپ اس کی تربیت میں خون پسینہ ایک کردیتے ہیں، اس کی اپنی بساط کے مطابق ہر راحت اور آرام کا خیال رکھتے ہیں، اسے ہزار ہا آفات وحوادث سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں، بارہا ماں باپ اپنی راحت وآرام کو تج کرکے اپنے بچے کی خوشیوں اور راحتوں کو فوقیت دیتے ہیں، اب جب والدین بوڑھے ہوگئے تو انہیں بھی خدمت کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کو والدین کی خدمت کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

۱:... ’’رضی الرب فی رضا الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد۔‘‘ (ترمذی، کتاب البر، باب:۳)

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔‘‘

۲:... ’’عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللّٰہ عنہا قالت قدمت علی امی وھی مشرکۃ فی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاستفتیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قلت: قدمت علی امی وھی راغبۃ افاصل امی، قال نعم صلی امک۔‘‘ (صحیح بخاری)

ترجمہ: ’’حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس میری مشرکہ والدہ آئیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں فتویٰ طلب کیا میں نے عرض کیا کہ میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ مشرکہ ہیں، کیا میں ان سے صلہ رحمی کا معاملہ کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ضرور ان سے صلہ رحمی سے پیش آؤ۔“

۳:...”عن ثوبان رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ثلاثة لا ینفع معھن عمل الشرک باللّٰہ، وحقوق الوالدین والفرار من الزحف۔“ (الترغیب والترہیب،ج:۳،ص:۲۲۴)

ترجمہ:”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین گناہ ایسے ہیں کہ جن کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی کا عمل قابل قبول نہیں، ان میں سے ایک اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، دوسرے والدین کی نافرمانی کرنا، تیسرے میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنا۔“

۴:...”عن عمرو بن عوف الجھنی رضی اللہ عنہ قال: جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللّٰہ شھدت ان لا الٰہ الا اللّٰہ وانک رسول اللّٰہ وصلیت الخمس، وادیت الزکوٰة مالی، وصمت رمضان، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی ھذا کان مع النبیین والصدیقین والشھداء یوم القیامة ھکذا، ونصب اصبعیہ مالم یعق والدیہ رواہ احمد والطبرانی۔“ (الترغیب والترہیب،ج:۳،ص:۲۲۵)

ترجمہ:”حضرت عمرو بن عوف الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں، زکوٰة بھی ادا کرتا ہوں، رمضان کے روزے بھی رکھتا ہوں (کیا میرے یہ اعمال قبول ہیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ اعمال کرتے رہے اور موت آگئی تو آپ آخرت میں انبیاء، صدیقین اور شہدأ کے ساتھ اس طرح ہوں گے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا اور پھر فرمایا کہ (یہ اعمال اس وقت قبول ہوں گے اور یہ درجہ تب ملے گا جب) والدین کی نافرمانی نہ کی ہو۔“

۵:...”عن ابی بکرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال، کل الذنوب یؤخر اللّٰہ منھا ماشاء الی یوم القیامة الا عقوق الوالدین فان اللّٰہ یعجلہ لصاحبہ فی الحیات قبل الممات۔ رواہ الحاکم۔“ (الترغیب والترہیب،ج:۳،ص:۲۲۵)

ترجمہ:”حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ آخرت تک موخر رکھتے ہیں، پھر جس گناہ کی چاہیں گے سزا دیں گے، مگر والدین کی نافرمانی کا گناہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا مرنے سے پہلے دنیا میں دے دیتے ہیں۔“

یہ پانچ احادیث بطور نمونہ کے ذکر کی ہیں، ورنہ والدین کے حقوق کے بارہ میں ایک کثیر ذخیرہ احادیث موجود ہے۔ معلوم نہیں کہ کالم نگار نے یہ کالم ہوش و حواس میں لکھا ہے یا کسی خیال اور ترنگ میں ڈوبے ہوئے ان سے یہ الفاظ صادر ہوئے ہیں؟ اس لئے کہ جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ ان کے سامنے ”اُف“ تک نہ کہو، ان کو جھڑکو نہیں، ان سے نرم انداز میں بات کرو، ان سے عاجزی سے پیش آؤ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی رضا کو اللہ کی رضا اور جس کی ناراضگی کو اللہ کی ناراضگی فرمائیں، جن کی خدمت کرنے کو عمر کی زیادتی اور رزق میں برکت کا ذریعہ فرمائیں” وبروا آباء کم تبر کم ابناء کم “... تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے گی... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی خدمت کو جنت میں داخلے کا سبب فرمائیں اور نافرمانی کرنے کو جہنم میں دخول کا ذریعہ بتلائیں۔ والدین کی خدمت دنیا کے مصائب سے بچنے کا حل ہو اور ان کی نافرمانی آخرت میں اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محرومی کا ذریعہ ہو۔ والدین کی نافرمانی کرنے والا اللہ تعالیٰ کی نظر میں ملعون ہو۔ ان والدین کے بارہ میں ہمارے دانشور اپنے کالموں میں ترغیب دے رہے ہیں کہ تم نعوذ باللہ! ان فرسودہ تصورات سے نجات حاصل کرو اور ترقی یافتہ اقوام میں داخل ہو جاؤ۔ کیا موصوف کا قرآن اور حدیث پر ایمان نہیں یا جان بوجھ کر قرآن وسنت کے احکامات کا استہزاً کرتے ہوئے اپنے قارئین کو قرآن وحدیث کی تعلیمات سے برگشتہ کر رہے ہیں؟ اگر قرآن وحدیث پر ایمان نہیں تو اس بے ایمانی کی دعوت دوسروں کو کیوں دے رہے ہیں اور اگر ایمان ہے تو اتنی بڑی بات کہ قرآن وحدیث کی تعلیمات کو فرسودہ تصورات قرار دے رہے ہیں اور انہیں اس کا ذرہ برابر بھی احساس نہیں۔

موصوف کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور اپنے قارئین سے اس ”سہو“ پر معذرت کریں۔ ان ارید الا الاصلاح ماستطعت وما توفیقی الا باللّٰہ۔

مقامِ نبوت

سینٹرل مسجد برمنگھم (برطانیہ) میں ختم نبوت کانفرنس منعقدہ ۲۴/جون ۲۰۱۲ء میں خطاب

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
ضبط و ترتیب: مفتی محمد ظفر اقبال

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

ایک ہی جملے کے ساتھ تمام فتنوں کا صفایا:

صبح سے یہ کانفرنس جاری ہے اور پہلے بھی کئی سالوں سے سالانہ طور پر یہ اجتماع ہوتا ہے جیسا کہ ملک میں مختلف شہروں میں مختلف اوقات میں جلسے ہوتے رہتے ہیں، جس کے نتیجے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کا تعارف تو مکمل آپ حضرات کو ہو چکا، اس کی زندگی کا کوئی پہلو ہمارے علماء نے مخفی نہیں رکھا بلکہ اس کو نمایاں کر دیا ہے۔

سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ کے اعتبار سے بھی آخری نبی، کمالات کے اعتبار سے بھی آخری نبی، مکان کے لحاظ سے بھی آخری نبی اور آپ کے فرمان کے مطابق آپ کے بعد کذابین کا سلسلہ شروع ہونا تھا، فرمایا کہ میرے بعد جو کذاب آئیں گے تیس آئیں گے: "ثلاثون کذابون دجالون" اور ایک روایت میں ستر کا ذکر ہے، مراد اس سے کثرت ہے کہ کثرت کے ساتھ آئیں گے اور ان سب کا تذکرہ کرنے کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کا علاج ایک ہی جملے میں ارشاد فرمایا: "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" تیس والی روایت بھی صحیح ہے اور ستر والی روایت بھی صحیح ہے۔

اس لئے اگر ہم یہ بات اپنے بچوں کو اور اپنے دوست و احباب کو اس کلمہ کی طرح یاد کروادیں جس طرح سے: "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" یاد کرواتے ہیں، اس طرح سے اگر ہم یہ دو چار الفاظ اپنے بچوں کو یاد کروادیں: "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" تو ان سارے فتنوں کا صفایا ہو جاتا ہے صرف ایک ہی جملے کے ساتھ۔

نبوت کا مقام:

ویسے آپ حضرات کو معلوم نہیں ہے کہ نبوت ایک ایسا مقام ہے اللہ تعالیٰ اس منصب کے اوپر ان افراد کو فائز کرتے ہیں جو آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ نیک، پاکیزہ اور ہر لحاظ سے سچے اور پکے ہوتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہوتا ہے، کوئی شخص محنت کر کے چھلانگ لگا کر اس منصب کے اوپر قبضہ نہیں کرسکتا، یہ منصب اللہ تعالیٰ کے دینے سے ملتا ہے اور اس منصب پر جو افراد فائز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی گناہوں سے حفاظت فرماتے ہیں، وہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں بچپن سے لے کر وفات تک اللہ کے فرمانبردار، اللہ کے حکموں پر چلنے والے اور اپنے ظاہر و باطن کے اعتبار سے پسندیدہ شخصیت اور ایسی بے عیب شخصیت ہوتے ہیں کہ کوئی بدترین قسم کا دشمن بھی ان کی سیرت پر انگلی نہیں رکھ سکتا کہ تمہارے اندر یہ نقص موجود ہے تم ہمیں کس طرح سے سمجھاتے ہو کہ یہ کام نہ کرو۔

نبوت ایک ایسا مقام ہے اللہ تعالیٰ اس منصب کے اوپر ان افراد کو فائز کرتے ہیں جو آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ نیک، پاکیزہ اور ہر لحاظ سے سچے اور پکے ہوتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہوتا ہے، کوئی شخص محنت کر کے چھلانگ لگا کر اس منصب کے اوپر قبضہ نہیں کرسکتا، یہ منصب اللہ تعالیٰ کے دینے سے ملتا ہے اور اس منصب پر جو افراد فائز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی گناہوں سے حفاظت فرماتے ہیں

سیرت کے مختلف پہلو آپ حضرات کے سامنے آتے رہتے ہیں یہ بھی آپ نے بارہا سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غار حرا سے جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کر کے گھر تشریف لائے تھے اور آکر اپنی زوجہ مطہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے سامنے اپنی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کی داستان سنائی تھی اور یہ بتلایا تھا کہ ایسے مجھ پر بوجھ ڈال دیا گیا کہ: "خشیت علی نفسی" مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہوا کہ اگر اس قسم کی بار بار مجھے تکلیف دی گئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھوں اور زوجہ مطہرہ ام المومنین حضرت خدیجہ جنہوں نے آپ کے ساتھ اس وقت تک پندرہ سال گزار لئے تھے، آپ کی عمر اس وقت ۲۵ سال تھی، جس وقت آپ کا نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے ہوا تھا اور چالیس سال کی عمر میں آپ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا، جس میں آپ کی نبوت کا اظہار کیا گیا گویا کہ وہ پندرہ سال گزار چکی تھیں، حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ اور یہ عام طور پر دنیا کا دستور چلا آرہا ہے کہ خاوند اور بیوی کے درمیان اتنی بے تکلفی ہوتی ہے کہ خاوند کی زندگی کا کوئی پہلو بیوی سے مخفی نہیں ہوتا اور بیوی کی زندگی کا کوئی پہلو خاوند سے مخفی نہیں ہوتا اور زیادہ قربت ہونے کی بنا پر یہ عام طور پر مشہور ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی معتقد بہت کم ہوتی ہے، یہ عام طور پر مشہور ہے۔

بیوی اپنے خاوند کی معتقد بہت کم ہوتی ہے:

ہے تو لطیفہ ہی اور ممکن ہے کہ واقعہ ہو، واقعہ بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں، حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ تھے، ان کی اہلیہ ہمیشہ ان کے ساتھ اختلاف کرتی تھی اور ان کی بزرگی کی قائل نہیں تھی تو بزرگ نے چاہا کہ میں کوئی کرامت اپنی بیوی کے سامنے ظاہر کروں تاکہ بیوی میری معتقد ہوجائے تو ایک دفعہ ان کی بیوی اپنی سہیلیوں کے جھرمٹ میں بیٹھی تھی اور وہ بزرگ ہوا میں پرواز کرتے ہوئے گزرے، بیوی نے بھی دیکھا اور اس کی سہیلیوں نے بھی دیکھا۔

اس کے بعد جب وہ بزرگ اپنے گھر تشریف لائے تو بیوی نے بطور طعن کے کہا کہ تو بھی بزرگ بنا پھرتا ہے، بزرگ تو آج ہم نے دیکھا کہ ہوا کے اندر اڑا جا رہا تھا، وہ کہنے لگا کہ اچھا بہت بڑا بزرگ تھا؟ کہنے لگی: ہاں! بہت بڑا بزرگ تھا، تو اس نے کہا کہ: تم نے غور سے دیکھ کر اس کو پہچانا نہیں؟ کہنے لگی: پہچانا تو نہیں، وہ کہنے لگے کہ: وہ میں ہی تو تھا، وہ کہنے لگی: اسی لئے اڑنا نہیں آتا تھا ٹیڑھے، ٹیڑھے اڑ رہے تھے، بیوی خاوند کے ساتھ اس طرح سے ہوتی ہے۔

حضور ﷺ کی صفات حضرت خدیجہؓ کی زبانی:

تو وہ بیوی جس نے پندرہ سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں گزارے تھے، اور وہ پہلے مالی معاملات میں، تجارت میں، اور دوسری چیزوں میں، امانت و دیانت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آزما چکی تھیں، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا کہ اللہ آپ پر ایسی کوئی ذمہ داری نہیں ڈالے گا، جس کو آپ نباہ نہ سکیں: "کلا لا یوذیک اللہ" اللہ آپ کو رسوا نہیں کرے گا اور اگر انسان کے اوپر ایسی ذمہ داری ڈال دی جائے کہ انسان اس کو نباہ نہ سکے تو اس سے انسان تکلیف محسوس کرتا ہے، آپ پر اللہ ایسی کوئی ذمہ داری نہیں ڈالے گا۔ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، آپ تو مہمان نوازی کرتے ہیں، آپ تو بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، آپ تو مسکینوں، فقیروں اور محتاجوں کو کما کر کھلاتے ہیں۔

> **نبی ابتدا سے معصوم ہوتا ہے اور کمالات اخلاقیات کے اعتبار سے پوری طرح مکمل ہوتا ہے، بچپن سے لے کر جوانی تک، جوانی سے لے کر بڑھاپے تک، کوئی کمی اخلاق میں، صفات میں، کردار میں نہیں ہوتی کہ اس کے اندر کوئی نقص نکال سکے**

قدرتی طور پر جو آفات آتی ہیں آپ ان کے اندر معاون بنتے ہیں، لوگوں کی مدد کرتے ہیں، یہ صفات بیوی بیان کر رہی ہے اپنے خاوند کی، یہ شہادت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عمر کی جو کہ نبوت سے پہلے کی ہے گویا کہ نبی بننے سے پہلے یہ صفات بار بار بیوی آزما چکی، جس کا تذکرہ اس نے کیا۔

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ نبی ابتدا سے معصوم ہوتا ہے اور کمالات اخلاقیات کے اعتبار سے پوری طرح مکمل ہوتا ہے، بچپن سے لے کر جوانی تک، جوانی سے لے کر بڑھاپے تک، کوئی کمی اخلاق میں، صفات میں، کردار میں نہیں ہوتی کہ اس کے اندر کوئی نقص نکال سکے، یہ اس زمانے کی شہادت ہے جب آپ پر وحی آنی شروع ہوئی تھی، آپ جانتے ہیں معاشرتی طور پر ماحول کے اندر ایک انسان کے اچھے سے اچھے ہونے کی جو صفات ہو سکتی ہیں، بیوی نے وہ ساری صفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کر دیں یہ تو گھر کی شہادت ہے کہ آپ بچپن سے کامل تھے اور آپ نے وقت بہت کمال کے ساتھ گزارا۔

حضور ﷺ کی پاکیزگی قوم کی زبانی:

اس کے ساتھ ساتھ جب آپ کو اللہ کی طرف سے تبلیغ کا حکم ہوا تو صفا پر کھڑے ہو کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل کو اکٹھا کیا اور سب کو اکٹھا کرنے کے بعد آپ سنتے رہتے ہیں کہ آپ نے اپنی گفتگو کی ابتدا اس سے کی تھی، آج کل کی اصطلاح میں بات سمجھانے کے لئے اگر میں لفظ استعمال کروں تو گنجائش ہے کہ سب سے پہلے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کے تمام قبائل کے سرداروں کو جمع کر کے اعتماد کا ووٹ لیا، آج کی اصطلاح میں اگر میں کہنا چاہوں اس لفظ کے ساتھ اس کی تعبیر کروں تو میرا خیال ہے کہ اس کے اوپر کوئی شرعاً اشکال نہیں ہے کہ تم نے آج تک مجھے کیسے پایا؟ "ھل وجدتمونی صادقاً او کاذباً" آج تک تم نے مجھے سچا پایا یا جھوٹا پایا؟ پوری زندگی کو سامنے رکھ کر سوال ہے اور سوال بھی قبائل کے سرداروں سے ہے: "ھل وجدتمونی صادقاً او کاذباً" تم نے مجھے صادق پایا یا کاذب؟ بالاتفاق سب نے جواب دیا: "جربناک مرارا" ہم تو آپ کو بارہا آزما چکے ہیں، "ما جربناک الا صادقا"... ہم نے آپ کے اندر سوائے صدق کے کوئی چیز نہیں پائی... آپ پکے سچے ہیں اور اس میں کوئی کسی قسم کے اشکال کی بات نہیں ہے اور جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے آپ

کے القاب صادق اور امین مشرکوں کی زبان پر تھے کہ آپ امانتدار بھی ہیں اور سچے بھی ہیں، پھر جس وقت قوم کے سامنے سوال اٹھایا تو قوم نے اپنے مزاج کے خلاف سمجھ کر اس کی مخالفت کی، اب یہ نقطہ مستقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ کہا تھا: ”قولوا: لا الٰہ الا اللّٰہ تفلحوا“... لا الٰہ الا اللہ کہہ لو کامیاب ہو جاؤ گے... پھر ایک اور بات بھی فرمائی کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے جس کا مطلب یہ تھا کہ اگرچہ تمہاری آنکھیں اس کو دیکھ نہیں رہیں، اگر میں کہہ دوں کہ پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مانو گے؟ تو سب نے کہا کہ ہم نے کبھی بھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا، آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔

جس کا معنی دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ ہماری آنکھ تو غلطی کر سکتی ہے آپ کی زبان غلط نہیں کر سکتی۔ اس طرح سے قوم نے اظہار کیا آپ پر اعتماد کا، پورا اعتماد کا ووٹ لینے کے بعد ہر طرح کی تصدیق حاصل کرنے کے بعد پھر کہا: ”قولوا: لا الٰہ الا اللّٰہ تفلحوا“... لا الٰہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے... تو اس پر ساری قوم چیخ اٹھی، اب یہ نکتہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ ”لا الٰہ الا اللّٰہ“ کہنے سے ان کو کیا تکلیف ہوئی؟ اور وہ کیا بات تھی جس کی بنا پر وہ اس طرح سے پھول گئے اور جس کو صادق کہتے تھے، جس کو امین کہتے تھے، جس کی زندگی پر اعتماد کا اظہار کیا تو اتنی جلدی سے سارے کے سارے مخالف کیوں ہو گئے؟ اور سب سے پہلے مخالفت کرنے والا آپ کا حقیقی چچا ابولہب بن عبدالمطلب تھا، آپ عبداللہ بن عبدالمطلب کی اولاد ہیں تو ابولہب بن عبدالمطلب سب سے پہلے بولنے والا تھا، حالانکہ عرب میں عصبیت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، اپنا رشتہ دار اپنے قبیلہ کا آدمی اگر غلط کام بھی کر کے آ جائے تو اس کی حمایت کی جاتی تھی، لیکن یہاں بات سرے سے الٹ ہو گئی، یہ نکتہ بہت وضاحت چاہتا ہے اس کو چھوڑتا ہوں اور میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ نبی جو ہوتا ہے وہ بچپن سے صاف ستھرا، کوئی اعتراض کی بات نہیں، صادق ہے، امین ہے، ہر طرح سے کامل ہوا کرتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ مضمون بہت وضاحت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے پھر جس وقت آپ لوگوں کے سامنے تبلیغ کے لئے پیش ہوئے تو جو جملہ قرآن کریم نے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”لقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ“... میں تمہارے اندر اپنی عمر کا ایک حصہ گزار چکا ہوں... راز کی بات نہیں کہ تم مجھے جانتے نہیں ہو، یہاں سے آپ نے اپنی تبلیغ کو شروع کیا ہے، میری عمر ساری تمہارے سامنے گزری ہے، تم نے میرے اعتماد کو دیکھا ہے تو اب میرے اوپر بے اعتمادی کرنے کی کیا وجہ ہے؟ (جاری ہے)

صد حسین است در گریبانم

امام حسین کو تو ایک دفعہ کربلا کا واقعہ پیش آیا، مگر مجھے ہر آن نئی سے نئی کربلا میں سے گزرنا پڑتا ہے اور میری یہ حالت ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے دین کے احیاء کے لئے قربانیوں کے میدان میں امام حسین سے بڑھ کر ہوں اور ان سے سوگنے زیادہ دشمنوں کے ظلم وستم کا نشانہ بنا ہوا ہوں، ہاں آپ نے اس شعر میں اس حقیقت کا بھی اظہار فرمادیا کہ میں امام حسین سے بڑھ کر ہوں، کیونکہ مجھے دشمنوں کی طرف سے خدمت دین کے سلسلے میں جو تکالیف پہنچائی جا رہی ہیں، وہ بھی امام حسین کی تکالیف سے بدرجہ زیادہ ہیں۔ امام حسین تو شہید ہو کر اپنے مولیٰ سے جا ملے اور دنیوی تکالیف کا زمانہ ان کے لئے ختم ہو گیا، مگر میں وہ ہوں جو ہر روز اور ہر لحظہ ایک نئی مصیبت سے دوچار ہوں اور مجھے اپنی زندگی کی ہر گھڑی دشمنوں کا مقابلہ کرنے میں گزارنے پڑتی ہے، پس میری تکالیف امام حسین کی تکالیف سے زیادہ ہیں اور میرا درجہ امام حسین کے درجہ سے بڑا ہے یہ دیکھو حضرت مرزا صاحب امام حسین کی ہتک کرتے ہیں، آپ کہتے ہیں کہ سو حسین میرے گریبان میں پڑے ہوئے ہیں۔ (واقعی مرزا قادیانی صاحب نے نبی اور رسول بن کر اللہ کے واسطے دین کی راہ میں بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں جن کے مقابل حضرت امام حسین کے معرکے ان کو ہیچ نظر آنے لگے۔ مثلاً مرزا صاحب صحت کی خاطر مشک وعنبر ومروارید اور تیز افیون کے مرکبات کھاتے تھے، ٹانک وائن پیتے تھے، پھر بھی کثرت بول، کثرت اسہال، ضعف مردی اور دوران سر جیسے امراض میں مبتلا رہتے تھے، پھر انگریزوں کی خوشنودی کی فکر لگی رہتی تھی، جو اسلامی جہاد بالسیف منسوخ کرنے سے خوب پختہ ہو گی، پھر مسلمانوں کو اپنی نبوت کے چکر میں ڈالنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ بڑی تاویلیں اور تدبیریں کرنی پڑیں، پھر مریدوں کی طرف سے اپنے مال ودولت میں جو اضافہ شروع ہوا وہ بھی دردسر ہی تھا۔ غرض کہ مصائب کا سلسلہ عمر بھر بندھا رہا حتی کہ مرض ہیضہ میں زندگی کا یک ختم ہو گئی: ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند... مولف برقی)

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۸۵، ج: ۲۸، مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۴۰ء)

پروفیسر محمد الیاس برنی کی تصنیف ”قادیانی مذہب“ سے اقتباس

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد

مولانا زاہد الراشدی

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشادِ گرامی کا مفہوم یہ ہے کہ فتنوں کے ہجوم اور یلغار کے دور میں دو آدمی اپنا ایمان بچانے میں کامیاب رہیں گے، ایک وہ شخص جو شہری آبادی اور سوسائٹی سے الگ تھلگ دور دراز علاقے میں بکریوں کے دودھ پر گزارا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں زندگی گزار دے اور دوسرا وہ شخص جو گھوڑے کی لگام پکڑے دین کے دشمنوں کے خلاف مسلسل برسرِ پیکار رہے۔ اس لئے فتنوں کے خلاف سرگرمِ عمل رہنا، ان کے مقابلہ اور سدباب کے ساتھ ساتھ اپنے ایمان کے تحفظ کے لئے بھی ضروری ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو کسی نہ کسی محاذ پر دینی عقائد و روایات اور اسلامی ثقافت و تمدن کے تحفظ کے لئے مصروفِ عمل رہتے ہیں۔

دورِ حاضر کے فتنوں کا دائرہ بہت وسیع اور متنوع ہے اور اہلِ حق کو جن جن محاذوں پر محنت کرنا پڑ رہی ہے اس کے لئے اب "چومکھی لڑائی" کا محاورہ بھی کمزور پڑنے لگا ہے، مگر اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ ہر دور میں اس دور کی ضروریات کے مطابق لوگ پیدا کر کے انہیں کام پر لگا دیتے ہیں، جو دین کے حوالے سے جنم لینے والے فتنوں کا کھوج لگاتے ہیں، ان کی نشان دہی کرتے ہیں، لوگوں کو ان سے متعارف کراتے ہیں اور ان سے بچنے کے اسباب اور طریق کار کے بارے میں راہنمائی کرتے ہیں۔

ان فتنوں میں ایک بڑا فتنہ عقیدہ ختم نبوت سے انکار اور نبوت کے تسلسل کے ساتھ نئے مذہبی گروہ متعارف کرانے کا فتنہ ہے، جس نے دورِ حاضر میں مختلف حوالوں سے عالمِ اسلام میں اپنا جال پھیلا رکھا ہے، جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشادِ گرامی سینکڑوں روایات میں موجود ہے کہ وہ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد قیامت تک کسی اور کو نبوت کا منصب نہیں ملے گا اور قیامت تک کا زمانہ ان کی نبوت کا زمانہ ہے، اس لئے کوئی اور نیا نبی اس منصب پر فائز نہیں ہوگا، جس کی ایک وجہ علامہ اقبالؒ نے یہ بیان کی ہے کہ نبوت کا منصب چونکہ دین میں آخری اتھارٹی ہوتا ہے اور اس کے بدلنے سے مرکزِ وفاداری اور اتھارٹی دونوں تبدیل ہو جاتے ہیں، اس لئے قیامت تک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دورِ نبوت جاری رہنے کا منطقی تقاضا یہ ہے کہ کوئی اور نبی نہ آئے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حتمی اتھارٹی اور امت کے مرکزِ وفاداری میں کوئی شریک پیدا نہ ہو، مگر اس کے باوجود ہر دور میں نبوت کے جھوٹے دعویدار سامنے آتے رہے ہیں جنہیں امتِ مسلمہ نے قبول نہیں کیا اور وہ اپنے الگ گروہوں کے ساتھ کچھ وقت گزار کر تاریخ کا حصہ بن جاتے رہے ہیں۔

خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے دور میں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ بن خویلد اور سجاح جیسے مدعیانِ نبوت پیدا ہوئے، انہوں نے اپنے اپنے گروہ بنائے اور مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہوئے، مگر امت کے اجتماعی دھارے میں ضم نہیں ہو پائے اور رفتہ رفتہ ختم ہو گئے۔ موجودہ دور میں بھی دنیا کے مختلف حصوں میں مدعیانِ نبوت کے متعدد گروہ موجود ہیں اور ان کے حلقے بھی قائم ہیں، جن سے امت کو آگاہ کرنے اور مسلمانوں کے عقائد کے تحفظ کے لئے دینی جماعتیں جدوجہد کر رہی ہیں۔

ایران کے بہائی، مرزا بہاء اللہ شیرازی کی نبوت و رسالت کی بات کرتے ہیں، پاکستان میں بلوچستان کے ذکری ملا نور محمد مہدی کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور امریکا کا گروہ "نیشن آف اسلام" آلیج محمد کی نبوت کا علمبردار ہے جو لوئیس فرخان کی قیادت میں کام کر رہا ہے، جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے تسلسل کے ساتھ قادیانی امت مختلف ممالک میں سرگرمِ عمل ہے اور جنوبی ایشیا کے مسلمان ان کا بطور خاص ہدف ہیں۔

پاکستان بننے کے بعد سے ہی قادیانیوں کی معاشرتی حیثیت کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف مکاتبِ فکر کی جدوجہد کا آغاز ہو گیا تھا اور تمام مکاتبِ فکر کے اکابر علماء کرام نے مفکرِ پاکستان علامہ محمد اقبالؒ کی تجویز کے مطابق یہ متفقہ موقف اختیار کیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار چونکہ مسلمہ اسلامی عقائد کی رو سے ملتِ اسلامیہ کا حصہ نہیں ہیں، اس لئے انہیں دستوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے اور ملک کی دیگر غیر مسلم اقلیتوں کی طرح انہیں بنیادی شہری اور مذہبی حقوق کا تحفظ فراہم کیا جائے۔ مسلمانوں کی یہ جدوجہد ۱۹۷۴ء میں

کامیاب ہوئی جب منتخب پارلیمنٹ نے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم اور قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیتوں میں شمار کرنے کا تاریخی فیصلہ کیا، مگر اسے قبول کرنے سے قادیانیوں نے انکار کر دیا اور اس انکار پر ان کے اصرار نے اب تک یہ مسئلہ نہ صرف باقی رکھا ہوا ہے، بلکہ اس کی شدت میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ سیدھی سی بات ہے کہ پورا عالم اسلام قادیانیوں کو اپنے وجود کا حصہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ دستوری فیصلے کے ذریعہ انہیں غیر مسلم اقلیتوں میں شمار کر دیا ہے، اسے قبول نہ کرنے کا قادیانیوں کے پاس کوئی سیاسی، قانونی اور اخلاقی جواز موجود نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود قادیانی گروہ نہ صرف اپنے انکار پر بضد ہے، بلکہ پاکستان کے دستور و قانون اور مسلمانوں کے اجتماعی موقف کے خلاف عالمی سیکولر لابیوں کے ساتھ مل کر محاذ آرائی کو مسلسل جاری رکھے ہوئے ہے اور اس کے لئے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا۔

اس پس منظر میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کے بچاؤ کے ساتھ ساتھ پاکستان کے نظریاتی تشخص اور دستوری فیصلوں کی بالادستی کے لئے مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہے، تاکہ عوام میں بیداری اور آگاہی کا ماحول تازہ رہے اور قادیانیوں کی حمایت میں عالمی سیکولر لابیاں کوئی شب خون مارنے میں کامیاب نہ ہونے پائیں۔

اس مقصد کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گزشتہ چھ عشروں سے جدوجہد کے میدان میں ہے، مختلف شعبوں میں اس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وقتاً فوقتاً عالمی مجلس کے زیر اہتمام عوامی اجتماعات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس سلسلہ میں ۲۷ر اپریل ہفتہ کو نماز مغرب کے بعد منی اسٹیڈیم شیخوپورہ روڈ گوجرانوالہ میں ''ختم نبوت کانفرنس'' منعقد کی جا رہی ہے، جس کے لئے گوجرانوالہ ڈویژن کے تمام اضلاع میں تیاریاں جاری ہیں اور توقع ہے کہ لاکھوں مسلمان اس موقع پر جمع ہو کر عقیدۂ ختم نبوت کے ساتھ اپنے بے لچک تعلق کا پرجوش مظاہرہ کریں گے اور مختلف مکاتب فکر کے اکابر علماء کرام اس میں خطاب کر کے اس مسئلہ کے بارے میں امت مسلمہ کے اجتماعی موقف کا ایک بار پھر اظہار کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسلامیان گوجرانوالہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنی روایات کے مطابق اس کانفرنس کو کامیاب بنا کر تحریک ختم نبوت کے ساتھ اپنی وابستگی اور وفاداری کا بھرپور مظاہرہ کریں۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۶ر اپریل ۲۰۱۳ء)

ٹانک وائن

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی، خود خرید یں اور ایک بوتل ٹانک وائن پلومر کی دکان سے خرید یں، مگر ٹانک وائن چاہئے، اس کا لحاظ رہے، باقی خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

(خطوط امام بنام غلام ص:۵، مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں، حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا جواب حسب ذیل ملا:

''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سر بند بوتلوں میں آتی ہے، اس کی قیمت پانچ روپے آٹھ آنہ ہے۔'' ۳۱ر ستمبر ۱۹۳۳ء (سودائے مرزا، ص:۳۹، حاشیہ مصنفہ حکیم محمد علی صاحب پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

ٹانک وائن کا فتویٰ:

''پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود، برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے، نبض ڈوب جاتی تھی، میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے، نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا، تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا تو عین مطابق شریعت ہے، آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے، راتوں کو عبادت کرتے تھے، تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آ گئی۔'' (از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری، مندرجہ اخبار پیغام صلح، ج:۲۳، نمبر۱۵، مورخہ ۴ر مارچ ۱۹۳۵ء، ج:۲۳، نمبر۶۵، مورخہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(پروفیسر محمد الیاس برنیؒ کی تصنیف ''قادیانی مذہب'' سے اقتباس)

تعلیم کا اصل مقصد اور اس کے حصول کا طریقۂ کار

حرا فاؤنڈیشن اسکول میں ایک اہم فکر انگیز خطاب

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

ضبط و ترتیب: مولانا بلال قاضی

حرا فاؤنڈیشن اسکول کے قیام کا اصل مقصد:

تو اب جو یہ ادارہ چھوٹا سا ہم نے قائم کیا ہے وہ اس مقصد کے لئے قائم کیا ہے کہ وہ زہر جو انگریز نے اپنے مقاصد اور مفادات کو حاصل کرنے کے لئے ڈالا تھا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ذہنی طور پر اس نے پوری قوم کو غلام بنا دیا، اور ہر بات میں نگاہ اس طرف اٹھتی ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں، ان کا طرز عمل کیا ہے، اس طرف ذہن جاتا ہے۔ تو پوری قوم کو اس نظام تعلیم نے غلام بنایا تھا۔ تو اب الحمد للہ یہ فکر پیدا ہو رہی ہے اور بڑھ رہی ہے کہ ایسے ادارے قائم کئے جائیں جو اپنی اصل کی طرف لوٹیں اور اس زہر کو اٹھا کر پھینک دیں جو انگریز نے اس کے اندر ڈالا ہے۔ یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم ایک طرف اپنے سب جیکٹس میں، اکیڈمکس میں اعلیٰ معیار کی تعلیم دیں، مگر یہ اعلیٰ معیار کی تعلیم انگریز کا غلام بنانے کے لئے نہیں، بلکہ ایک آزاد خود مختار اور عزت نفس رکھنے والا مسلمان بنانے کے لئے ہو۔ اس کے لئے اگرچہ ہم ابھی تک اس بات پر مجبور ہیں کہ ہم اپنی تالیفات یا اپنا سلیبس داخل نہیں کر پا رہے لیکن چونکہ کچھ کچھ یہ احساس دلایا جاتا رہا ہے، اس لئے نصاب کی کتابوں میں بھی کچھ فرق آیا ہے، اگرچہ وہ مطلوبہ معیار سے بہت کم ہے۔ لیکن چونکہ نصاب کی کتابیں اس معیار کی نہیں ہیں جیسی ہونی چاہئیں، اس لئے اب ساری ذمہ داری پڑھانے والے کی ہو جاتی ہے کہ وہ کس طرح پڑھاتا ہے اور اس کے ذہن میں کس قسم کے بچے کی نشو و نما ہے، کس قسم کا بچہ وہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہم پڑھائیں سب کچھ، اعلیٰ معیار کا پڑھائیں لیکن اس میں انسان کو غلام بنانے والا زہر نہ ہو۔

انگریزی تعلیم یافتہ افراد فکری طور پر آزاد نہیں ہو سکے:

آج میری عمر ستر سال تقریباً ہو گئی ہے۔ اللہ نے بہت دنیا دکھائی ہے۔ ہر طرح کے ماحول میں اللہ تعالیٰ نے پہنچایا ہے، اور ہر طرح کے معاشرے میں، ہر طرح کے ذہنی سانچے کے لوگوں کو دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں آپ سے اپنے تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے یہ تعلیم ٹھیک اسی طرح حاصل کی ہے جس طرح انگریز نے ہمارے لئے ڈھانچہ بنایا تھا، وہ فکری طور پر اپنے آپ کو آزاد نہیں کر پائے، اور ایک طرح سے وہ ایک inferiority complex میں مبتلا رہے، کہ ہم ان سے inferior ہیں اور یہ احساس انہیں غلامی کے شکنجے سے باہر نکلنے نہیں دیتا۔ اگر کوئی ان کے بنائے ہوئے اصولوں، ان کے بنائے ہوئے دائروں، اور ان کے بنائے ہوئے اچھے برے کے معیار سے ہٹ کر کوئی بات کہے تو اس کو سن کر اچنبھا بھی ہوتا ہے، طبیعت میں اعراض بھی پیدا ہوتا ہے اور اگر کوئی خاموش رہے تو رہے، لیکن دل سے اس کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ بات وہی ہے جو ان لوگوں نے کہی ہے۔ یہ غلامی کا ایک ماحول پیدا ہو گیا ہے۔ ہمارا مقصود یہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے، کہ اس ذہنی غلامی سے ہم خود بھی نکلیں اور اپنے بچوں اور اپنی نسلوں کو بھی اس سے نکالنے کی کوشش کریں۔

اس کے لئے ہم نے ایک بہت ہی چھوٹی سی کوشش حراء فاؤنڈیشن اسکول کی شکل میں شروع کی ہے۔ اس میں آپ حضرات اس مقصد میں شریک ہو کر، اپنا کر، اوڑھ کر، آگے چلیں اور بچوں کی تربیت کریں۔ یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اتنے بڑے ماحول میں اگر ایک ادارہ درست ہو گیا تو اکیلا چنا کیا بھاڑ پھوڑ لے گا۔ خوب سمجھ لیجئے، کہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی کام لیتے ہیں تو ایک چھوٹا سا چراغ بھی تاریکی میں روشنی پیدا کر دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت سے پوری امید رکھتے ہوئے کہ اگر ہم اخلاص کے ساتھ، مقصدیت کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے یہ کام کریں گے تو یہ روشنی پھیلے گی اور جس غلامی کا ہم شکار ہیں، اور ہم یہ تو کہتے ہی رہتے ہیں کہ ہم پر ایسے ایسے حکمران مسلط ہیں۔ لیکن یہ حکمران کہاں سے آ گئے۔ وہ حکمران اسی ذہنی غلامی کے نظام سے ابھر کر آئے ہیں۔ اگر ان کے اندر آزادیٔ فکر ہوتی، اگر ان میں عزت نفس ہوتی تو آج یہ ملک اس حالت کو نہ پہنچتا، تو اس لئے اگر ہم اس فکر کو لے کر چلیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ

کامیابی ہوگی۔ایک بات تو یہ ہوئی۔

نیت کے اثرات نتیجے پر پڑتے ہیں:

دوسری بات یہ کہ انسان کے زاویہ نگاہ کا بڑا فرق پڑتا ہے۔یعنی اس کی سوچ کے انداز کا اس کے طرز عمل پر اور اس کے نتائج پر بڑا فرق پڑتا ہے۔ہر مسلمان کو یہ حدیث یاد ہوتی ہے کہ"إنما الأعمال بالنیات"۔اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ایک ہی کام ہے اگر آپ بری نیت سے کریں تو اس کے نتائج کچھ اور ہیں۔اور جائز نیت سے کریں تو نتائج کچھ اور ہیں۔اور اسی کام کو اچھی نیت سے کریں تو نتائج کچھ اور ہیں۔مثلاً یہی پڑھانے کا معاملہ ہے۔اگر کوئی شخص پڑھانے کا کام اس نیت سے کرتا ہے کہ میری شہرت ہو۔میری ناموری ہو۔مجھے دنیا بڑا عالم سمجھے،تو یہ نیت بری ہے۔کیونکہ شہرت پسندی کے لئے کوئی کام کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔اگر اس کے لئے کوئی شخص کوئی کام کرے گا تو اس کا انجام دنیا میں بھی خراب اور آخرت میں بھی خراب۔آخرت میں تو اس لئے خراب کہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ من سمّع سمّع اللہ بہ۔جو شہرت چاہتا ہے اور اس کی غرض سے کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بدنام کرتا ہے۔دنیا میں یہ ہے کہ جو لوگ شہرت پسند ہوتے ہیں،وہ عام نگاہوں میں بھی کوئی اچھے نہیں سمجھے جاتے۔ وہ کام تو اسی لئے کرتے ہیں کہ انہیں اچھا سمجھا جائے لیکن انہیں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔عربی زبان کی ایک حکیمانہ کہاوت ہے کہ جو آدمی متکبر ہوتا ہے،اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہو۔وہاں سے وہ ساری دنیا کو چھوٹا سمجھتا ہے۔اور ساری دنیا اسے چھوٹا سمجھتی ہے کیونکہ انہیں بھی وہ شخص چھوٹا سا نظر آرہا ہوتا ہے۔تو متکبر کی حقیقت میں دلوں میں وقعت نہیں ہوتی،اسی طرح شہرت پسند کا بھی حال ہے۔تو اس کا انجام دنیا میں بھی خراب اور آخرت میں بھی خراب۔یہی پڑھانے کا کام انسان اس نیت سے کرے کہ ملازمت کررہا ہوں،خود بھی کھاؤں گا اور بچوں کو بھی کھلاؤں گا۔تو یہ جائز نیت ہے،ناجائز نہیں۔لیکن ثواب کوئی نہیں۔اس لئے کہ جو مقصد تھا وہ حاصل ہوگیا،کیونکہ تنخواہ مل گئی،اس سے اپنا مفاد حاصل کرلیا۔بات ختم ہوگئی۔ایک تیسری نیت ہوسکتی ہے کہ اس تعلیم کے ذریعے اچھے انسان اور مسلمان پیدا کریں گے،تو یہی عمل آپ کے لئے عبادت بن جائے گا،ثواب بن گیا،اور اس کا فائدہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

دیکھئے موجودہ نظام تعلیم نے ہمیں مرنے کے بعد کی زندگی سے غافل کررکھا ہے۔حالانکہ سب کو پتہ ہے کہ ایک دن مرنا ہے۔کوئی انسان دنیا میں ایسا نہیں جو یہ کہے کہ مجھے موت نہیں آئے گی۔یہ بھی سب مانتے ہیں کہ کسی بھی وقت موت آسکتی ہے،کوئی وقت متعین نہیں ہے۔لیکن نظام تعلیم وتربیت نے ہمیں اس طرح ڈھال دیا ہے کہ جو کچھ کرنا ہے اسی دنیا کے لئے کرنا ہے۔جس کا کچھ پتہ نہیں کہ کب ختم ہوجائے۔آج ختم ہوجائے،کل ختم ہوجائے،ایک مہینے بعد ختم ہوجائے،ایک سال بعد ختم ہوجائے۔ختم ہونا یقینی ہے۔جو کچھ کرو اسی کے لئے کرو۔یہ مزاج مادیت نے بنایا ہے۔اس مادہ پرستی نے جو اس نظام تعلیم نے پیدا کی ہے۔اگر یہی تعلیم صحیح ذہنیت کے ساتھ ہوتی،تو بے شک دنیا کی ترقی بھی کرتے لیکن ساتھ ساتھ مقصود اصلی،مرنے کے بعد والی جو زندگی آنے والی ہے،جو اصلی ہے،جاودانی ہے،ختم ہونے والی نہیں ہے۔جس کا فائدہ بھی ایسا ہے جو یہاں کے فائدوں سے بہت زیادہ اور جس کا نقصان بھی ایسا ہے جو یہاں کے نقصانوں سے بہت زیادہ ہے۔اس کے لئے تیاری کرنے کا ایک جذبہ پیدا ہوتا۔اس مادہ پرستی کی دنیا نے وہ ذہنیت ہم سے چھین لی ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ یہ ذہنیت دوبارہ واپس آئے۔بچوں میں پیدا ہو،طالب علموں میں پیدا ہو،بچیوں میں پیدا ہو۔اور پھر وہ اپنے علوم وفنون کے ساتھ ایک صحیح معنی میں مسلمان اور آزاد فکر رکھنے والے مسلمان بنیں۔اس نیت سے اگر یہ کام کیا جائے گا تو ایک ایک لمحہ عبادت بن جائے گا۔ چاہے آپ انگریزی پڑھا رہے ہوں ، چاہے حساب پڑھا رہے ہوں، چاہے سائنس پڑھا رہے ہوں، ہسٹری پڑھا رہے ہوں، کچھ بھی پڑھا رہے ہوں۔جو بھی پڑھا رہے ہوں گے وہ سب عبادت ہوگا۔اس لئے کہ آپ نے پڑھانے کا مقصود درست رکھا ہے۔بچوں کو اخلاق و کردار کی تربیت کا فائدہ نہ صرف بچوں کو پہنچے گا،بلکہ جب تک وہ بچہ اس اخلاق وکردار کا حامل رہے گا،اس کی زندگی کے تمام نامہ اعمال کا ثواب آپ کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔وہ آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں یہ جذبہ اور روح پیدا کردے،کہ ہمارے بچے جو ہمارے پاس آئے ہیں،ہمیں انہیں صحیح معنی میں مسلمان اور پاکستانی بنانا ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ یہ آپ کے لئے پوری عبادت ہوگی۔اور جہاں جہاں یہ کوشش ہوتی ہے وہاں اس کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا قرآن کریم کا وعدہ ہے۔جو ہمارے راستے میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستوں تک پہنچادیتے ہیں۔

یورپ کے اسلامی اسکول:

میں انگلینڈ میں تھا تو وہاں ایک فنکشن تھا۔پورے انگلینڈ اور ویلز کے جتنے اسلامی اسکول تھے اس فیڈریشن کا سالانہ کنونشن تھا۔اس میں مجھے بلایا گیا تھا،میں نے دیکھا کہ تقریباً ہزار سے زیادہ بچے حافظ ہیں اور بچوں کا مجمع ہزاروں میں تھا۔مجھ سے انہوں نے یہ کہا کہ آپ ان ہزاروں بچوں میں سے کسی بھی

بچے سے یہ پوچھ لیجئے کہ فلاں وقت کی کیا دعا ہوتی ہے۔ میں نے ایسی دعائیں پوچھیں جو عام طور سے بڑے بڑوں کو بھی یاد نہیں ہوتی۔ اور بالکل کسی ترتیب کے بغیر بچے کا انتخاب کیا، اور پوچھا کہ کھانا سامنے آتا ہے تو کیا دعا پڑھی جاتی ہے؟ اس نے فرفر سنا دی۔ دوسرے سے پوچھا، تیسرے سے پوچھا۔ سب کے سب بچوں نے سنا دیں۔ پھر بچوں سے باتیں کرنے کا موقع ملا، بچوں کے سوالات سے یہ پتہ چل رہا تھا کہ انہیں یہ بات تعلیم وتربیت کے ذریعے پلا دی گئی ہے کہ ہمیں ایک دن مرنا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر جواب دینا ہے۔ یہ انگلینڈ کا ماحول ہے۔ جہاں بے دینی کی انتہا ہے۔ لیکن جنہوں نے کوشش کی اللہ تعالیٰ نے انہیں نتیجہ دکھا دیا۔

ابھی میں پچھلے سال وہاں تھا تو دیکھا کہ ایک لڑکیوں کا بہت بڑا اسلامی اسکول اے لیول تک پہنچا ہوا ہے۔ پورے انگلینڈ میں تعلیم کے معیار کے اعتبار سے اس اسکول کو فرسٹ گریڈ دیا گیا اور جو نارمل عصری اسکول ہیں، جو وہاں کی حکومت کے زیر انتظام چل رہے ہیں، ان کے بارے میں حکومت نے اس اسلامی اسکول کے مہتمم کو جس کی داڑھی بھی ہے، اور عمامہ بھی پہنتے ہیں، ان سے درخواست کی کہ آپ ان تین اسکولوں کا کنٹرول سنبھالیں کیونکہ ہم سے یہ اسکول نہیں چل رہے۔ چنانچہ یہ تینوں اسکول جس میں انگریز بچے پڑھتے ہیں، اس کا انتظام ان کے حوالے کیا گیا اور اب وہ ان کے زیر انتظام کام کر رہے ہیں۔

دین اسلام کے نام سے شرمانا چھوڑ دیجئے:

خدا کے لئے دین اور اسلام کے نام سے شرمانا چھوڑ دو، ایک مرتبہ یہ دل میں بٹھالو، یہ جو ذہنیت اس نظام تعلیم نے پیدا کردی ہے کہ لوگ ہمیں Backward نہ سمجھ لیں، یہ نہ سمجھ لیں کہ They are reverting the clock back۔ جب تک یہ شرم باقی ہے کام نہیں ہوسکتا۔ لیکن جب ایک مرتبہ اس شرم کو توڑ دیا، اپنی ہر ادا سے توڑ دیا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں اس پر فخر ہے۔ مسلمان ہونے پر فخر ہے، ہمیں اپنے اسلام پر فخر ہے، اپنے دین کے شعائر پر فخر ہے تو ساری دنیا اس کے آگے زیر ہوتی ہے۔ کسی شاعر نے بڑی پیاری بات کہی تھی کہ:

ہنسے جانے سے جب تک تم ڈرو گے
زمانہ تم پہ ہنستا ہی رہے گا

جب تک ہم لوگوں کے ہنسنے سے ڈر رہے ہیں، روز پٹائی ہوتی ہے، چاروں طرف سے۔ ایک مرتبہ اس شرم کو توڑ دو۔ اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرلو، اپنے طریقے پر بھروسہ پیدا کرلو، اللہ تبارک وتعالیٰ پر بھروسہ پیدا کرلو، اور اس بات پر اپنے دل میں فخر پیدا کرلو کہ ہم الحمد للہ مسلمان ہیں۔ اور ایسا ہی مسلمان سب کو بنانا چاہتے ہیں۔ جس دن یہ شرم ٹوٹ گئی اور یہ احساس دل میں پیدا ہو گیا تو آپ کا ہر عمل، ہر قول و فعل ایک مستقل دعوت ہوگا اور اس سے ان شاء اللہ ایسی نسل پیدا ہوگی جو اس ملک کو، قوم کو، ہماری ملت کو مطلوب ہے۔ اسی بات کی یاد دہانی کے لئے آج ہم جمع ہوئے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس مقصد کو سمجھنے کی اور اسے روبہ عمل لانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان شاء اللہ مجھے امید ہے کہ الحمد للہ جو ساتھی، خواہ وہ مردوں میں ہوں یا خواتین میں ہوں، یہاں جمع ہیں وہ اسی جذبہ کے ساتھ آئے ہوں گے اور اس جذبہ کو برقرار رکھتے ہوئے اسے مزید ترقی دینے کی کوشش کریں گے اور بچوں کی تعلیم وتربیت کی طرف اسی نقطہ نظر سے اپنی توجہ مرکوز رکھیں گے۔

(ماہنامہ البلاغ کراچی، ماہ اپریل ۲۰۱۳ء)

نگراں حکومت میں قادیانیوں کی خفیہ سرگرمیاں بڑھ گئیں

قادیانی اعلانیہ طور پر ممنوعہ توہین رسالت پر مبنی لٹریچر تقسیم کرنے لگے

قادیانیوں کا اخبار "الفضل" بھی پابندی کے باوجود ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف

چناب نگر (نمائندہ خصوصی) پنجاب میں نگراں حکومت کے قائم ہونے کے بعد قادیانیوں کی ارتدادی، خفیہ سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھ گئیں، قادیانی خفیہ کی بجائے اعلانیہ طور پر ممنوعہ توہین رسالت پر مبنی لٹریچر چھاپ کر چناب نگر سمیت ملک کے دیگر علاقوں میں تقسیم کرنے لگے، اس کے ساتھ قادیانیوں کا اخبار "الفضل" بھی پابندی کے باوجود گستاخانہ مواد اور گمراہ کن لٹریچر چھاپنے و غیر قانونی ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہے، مذہبی حلقوں کا اظہار تشویش، شدید احتجاج کا انتباہ۔ ذرائع کے مطابق چناب نگر سمیت ملک کے مختلف علاقوں میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں بڑھ گئیں، قادیانی یہ تمام کام خفیہ کرنے کی بجائے اب اعلانیہ طور پر کرنے لگے جس میں ممنوعہ لٹریچر چھاپ کر تقسیم کیا جاتا ہے، اس ضمن میں قانونی چارہ جوئی کرنے والے مسلمانوں کو ہراساں اور دھمکیاں اور ان کا تعاقب بھی کیا جاتا ہے۔ ذرائع کے مطابق قادیانی جماعت کا توہین رسالت و توہین اسلام و ارتدادی مواد پر مبنی لٹریچر جس میں قادیانی اخبار "الفضل" اور آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام کتب و دیگر رسائل و جرائد شامل ہیں، ان کو بیچنا، چھاپنا آئین کی رو سے جرم ہے جس کا یہ ارتکاب کر رہے ہیں۔ قادیانی جماعت کے اخبار "الفضل" پر ہوم سیکریٹری پنجاب نے ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو اپنے آرڈر نمبر (IS111) 615210 کے تحت بین لگا رکھا ہے، جس کے تحت یہ اپنا اخبار شائع نہیں کر سکتے لیکن یہ سب کچھ ہونے کے باوجود قادیانی آئین پاکستان کی کھلم کھلا دھجیاں اڑاتے ہوئے توہین رسالت، توہین اسلام و دیگر جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں، لیکن حکومت اس مسئلے کی طرف سنجیدگی اختیار نہیں کر رہی۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۸ اپریل ۲۰۱۳ء)

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس رحیم یار خان

رپورٹ: مفتی محمد راشد مدنی

ولی کامل حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کی زیر سرپرستی عظیم وقدیم دینی درس گاہ جامع قادریہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس یادگار اسلاف قاضی عزیز الرحمن سراجی کی یاد میں منعقد کی گئی، عرصہ ۳۶ برس سے رحیم یار خان ختم نبوت جماعت کے امیر اور مرکزی شوریٰ کے رکن چند ماہ قبل دار فانی سے رحلت فرماگئے طویل عرصہ کے بعد رحیم یار خان میں ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر یہ عظیم ہستی اسٹیج پر موجود نہ تھی۔ جامعہ قادریہ اول دن سے مجلس ختم نبوت کے اکابرین کا میزبان ادارہ رہا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لے کر قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تک مفکر ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے لے کر مولانا لال حسین اخترؒ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے لے کر حضرت بنوریؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خان محمدؒ تک تمام امرأ مجلس بارہا جامع قادریہ میں تشریف لائے بلکہ ضلع بھر میں کسی بھی جگہ ختم نبوت کانفرنس کی صورت میں قیام ہمیشہ جامعہ قادریہ رہا۔ صاحب زہد وتقویٰ، حریت کے پیکر قاضی عزیز الرحمنؒ نصف صدی شہر رحیم یار خان کے باسیوں کی دینی خدمت ان کے ایمانوں کی حفاظت اور باطل فتنوں سے ٹکر لیتے لیتے حالت سجدہ میں رب العالمین کی بارگاہ میں سرخرو ہوکر چلے گئے۔ عرصہ تیس برس سے راقم الحروف شاہد ہے جب بھی حضرت قاضی صاحب کو دیکھا یا تلاوت قرآن مجید میں مشغول پایا یا نوافل و ذکر اذکار میں، اہل دل اولیاء اللہ کی کتب میں مستغرق خود بھی فیض پاتے اور آنے والوں کو بھی حالات سنا کر نور ایمانی کو لوٹ دیتے۔ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ مومن کی موت پر زمین کا وہ حصہ بھی افسوس کرتا ہے جس پر وہ عبادت کرتا ہے اور آسمان کے وہ دروازے بھی جہاں سے اس کے اعمال صالحہ اوپر جاتے اور رزق متعین ہوکر نیچے آتا ہے، جامع قادریہ کے در و دیوار آج آہ و بکا میں محسوس ہوئے۔ رحیم یار خان میں موجود تقریباً تمام دینی درسگاہوں کا فیض و منبع اسی جامعہ کا ہے، اپنے ادارے کو اس قدر بام عروج تک پہنچایا کہ اب تک ہزاروں کی تعداد میں حفاظ اور علماء جامعہ سے فارغ ہوکر دینی خدمات میں مصروف عمل ہیں، مختلف جامعات میں کتنے ہی شیوخ الحدیث اور قاری قرآن بن کر حضرت قاضی صاحب مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ بنے ہوئے ہیں۔ اس حوالہ سے قاضی صاحب ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے جہد کی کامیابی اپنی زندگی میں دیکھ لی، جب شباب سے شیب یعنی بڑھاپے میں داخل ہوئے تو رحیم یار خان حفاظ وعلماء کی کھیپ کے ساتھ خود کفیل ہو چکا تھا۔ حضرت قاضی صاحب کی ساری زندگی کوشش رہی کہ طلبا کی صف میں نام شامل رہے اور بمطابق حدیث مبارکہ شہادت کی موت ملے، اسی لئے آخر عمر تک بھی مولانا غلام اکبر، مولانا اختیار احمد سے نام حق اور گلستان پڑھنا شروع کردی، کبھی خالد محمود صدیقی سے نورانی قاعدہ اور قرآن مجید کی مشق شروع کردی۔ یہ [illegible] بھی ان کی نگرانی میں زیر تربیت رہا، ہمیشہ حوصلہ افزائی کی، اکابر کا احترام کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا، مہمان نوازی میں اسوۂ رسول پر مستقیم اصلاً وطن انگہ خوشاب سے متصل علاقہ، انگہ نے یہ موتی رحیم یار خان کے سپرد کیا اور پھر اس شہر جھول میں علمی روحانی عقیدہ کی پختگی حضرات نقشبندیہ سے محبت کی بہاریں آگئیں، عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ انہیں گھٹی میں ملا تھا بارہا اس واقعہ کو ذکر فرماتے کہ بچپن میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے چبایا ہوا لقمہ میرے منہ میں ڈالا اور کھلایا بھی اپنی گود میں بٹھا کر، اس لقمہ کا اثر مرتے دم تک نہ گیا، زندگی کے آخری ایام میں تحفظ ناموس رسالت قانون کے لئے پاکستان بھر میں ریلیاں نکل رہی تھیں تو اکابر کی یاد تازہ کرتے ہوئے اپنے لخت جگر قاضی حفیظ الرحمن سے فرمایا: ”گاڑی میں لیٹا کر لے جاؤ شریک ہو جاؤں“ قاضی حفیظ الرحمن صاحب نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو، مزید اصرار فرماتے ہوئے کہا: ”نجات کا سامان کرنے جا رہا ہوں“ اور ناموس رسالت ریلی میں لیٹے لیٹے شریک ہوئے، ہاں یہ اسی لقمہ کا اثر تھا کہ عرصہ ۳۶ برس امیر جماعت بن کر ختم نبوت کی چوکیدار فرماتے رہے اور اس معاملہ میں ذرا ذرا سے مسئلہ پر کبیدہ خاطر ہو جاتے اور اسی فکر کے صدقے انہیں کئی مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی، ختم نبوت کے لئے کام کرنے والوں کی ہر سال دعوت فرماتے، بندہ ختم نبوت کے تمام ساتھیوں کو جمع کرکے لے جاتا، حضرت قاضی صاحبؒ اپنے ہاتھ سے سالن

ڈال کر تقسیم فرماتے اور اس وقت ان کے چہرے کی رونق دیدنی ہوتی، کئی مرتبہ راقم الحروف سخت گرمی میں جماعتی رپورٹ دینے جاتا تو اپنے ہاتھوں سے شربت بنا کر پلاتے اور مکمل رپورٹ سنتے بالفاظ دیگر حرف بحرف سنتے اور نقد تعاون فرماتے، کچھ عرصہ قبل سنجر پور کے نواحی علاقہ چک ۳۲ میں بندہ جمعہ کا خطبہ دینے گیا تو قادیانیوں کی سازش کی بنا پر احمد پور... تھانے کی پولیس گرفتار کر کے لے گئی ساتھ میں سید توصیف الحق اور شہر سنجر پور کے نگران قاری مجیب الرحمٰن اور ان کے رفقاء بھی تھے، قاضی صاحب مرحوم کو اطلاع ہوئی تو اس سے بھی زیادہ پریشان ہوگئے، جتنا والدین سگی اولاد کے لئے پریشان ہوتے ہیں جب تک رہائی نصیب نہ ہوئی تگ و دو فرماتے رہے، رمضان المبارک کے موقع پر جب کہ ہر مدرسہ اپنے سالانہ اخراجات کے لئے صدا لگاتا ہے، جامعہ قادریہ میں رمضان المبارک کے چاروں جمعوں پر حضرت قاضی صاحبؒ ختم نبوت کی اپیل فرماتے اور اپنی جھولی پھیلادیتے نہ صرف خود بلکہ اپنے چاروں فرمانبردار صاحبزادگان، جامعہ کے اساتذہ کرام کو اس امر پر متوجہ فرماتے۔ جامعہ قادریہ میں دو مرتبہ ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا گیا، بلامبالغہ سینکڑوں کی تعداد میں مرد و خواتین شریک ہوئے، مسلسل اٹھارہ اٹھارہ دن ہونے والے کورس میں حضرت قاضی صاحبؒ شریک رہے اور اول تا آخر مکمل شریک رہے، بیان کے بعد ایسی حوصلہ افزائی فرمائی کہ آج تک اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کرتا ہوں۔

رمضان المبارک میں پچاس، پچاس ہزار روپے تک جماعت کے فنڈ میں جمع فرماتے، عرصہ بیس سال مرکزی شوریٰ کے رکن رہے، اجلاس سے دو دو ماہ قبل تیار ہوجاتے، بار بار احقر سے استفسار فرماتے، مدنی صاحب اجلاس کب ہورہا ہے، کتنے دن باقی ہیں؟ کیسے جانا ہوگا؟ اپنی سواری پر جاتے، بارہا ناچیز کو ان کی معیت کا شرف حاصل رہا، سفر میں "سید القوم فی السفر خادمهم" کی عملی تفسیر بن جاتے، سفر خرچ کا جماعتی فنڈ کبھی بھی ایک روپیہ وصول نہ فرمایا۔ زندگی کے آخری دور میں فرمانے لگے: مدنی صاحب! دعا کرو، ختم نبوت کے شوریٰ کے اجلاس میں شریک ہوجاؤں، اگر پہلے مرگیا تو جماعت کے حضرات سے عرض کردینا کہ کم از کم اس اجلاس میں رجسٹر سے نام نہ نکالیں، بعد میں ان کی مرضی، اور پھر جماعت نے اس وصیت پر عمل کیا۔

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے لقیے کا اثر تھی ہے کہ آج آپ کے چاروں صاحبزادگان مفتی قاضی شفیق الرحمٰن، قاضی حفیظ الرحمٰن، قاضی خلیل الرحمٰن، قاضی محمد نعمان والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جماعت ختم نبوت کی مکمل سرپرستی فرما رہے ہیں نہ صرف صاحبزادگان بلکہ یہ ورثہ آج تیسری نسل میں بھی منتقل ہوکر قاضی جواد الرحمٰن حفظہ اللہ تک پہنچ چکا ہے وہ بھی ہمہ تن ختم نبوت کے امور میں مگن رہتے ہیں اور ۳۶ سال تک امارت کے فرائض دینے کے بعد جماعت ختم نبوت رحیم یار خان کی امارت اب حضرت کے صاحبزادے اور جانشین مہتمم قادریہ قاضی شفیق الرحمٰن تک منتقل ہوچکی ہے اور الحمد للہ خوب دلچسپی سے جماعتی امور کو نبھا رہے ہیں ان کے امیر منتخب ہونے کے بعد جامعہ قادریہ میں یہ پہلی ختم نبوت کانفرنس تھی جو کہ آپ کی محنت اور توجہات کی بدولت توقعات سے کہیں زیادہ کامیاب ہوئی۔

کانفرنس کی ابتدا تلاوت کلام پاک سے ہوئی، اس کے بعد سید سلمان گیلانی تشریف لائے اور جب مدینہ میں حاضری اور روضہ اقدس پر سلام کا نقشہ کھینچا تو اجتماع کو لوٹ لیا بعد ازاں سرگودھا سے تشریف لائے ہوئے شعلہ بیاں خطیب مولانا محمد اسامہ رضوان نے خطاب کیا تو پنڈال بار بار نعروں سے گونجتا رہا۔ عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام پر تفصیلاً خطاب کیا اور پھر تصویر اکابر، مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کے خطاب کا آغاز ہوا وہی کانوں میں رس گھولتی آواز اور دل سے نکل کر دل میں اتر جانے والا درد، جی ہاں دل تک رسائی اسی آواز کی ہوتی ہے جو دل سے نکلے حضرت والا نے دین پور شریف کے اکابرین کی ختم نبوت کے سلسلہ میں والہانہ قربانیوں کا ذکر کیا ہزاروں کا مجمع ہمہ تن گوش ہوکر اس عظیم ہستی کے پُرتاثیر خطاب کو سن رہا تھا، اس کانفرنس میں واضح طور پر روحانیت کے غلبہ کو ہر سامع نے واضح طور پر محسوس کیا، سید سلمان گیلانی ایک مرتبہ پھر تشریف لائے اور پھر قادیانیت کے وہ پرخچے اڑائے کہ برسوں قادیانی یاد کریں گے کہ ہاشمی اور سید خون کے ترکش کے تیر کہاں کہاں لگے تھے؟ یقیناً گیلانی صاحب کی روضہ اقدس پر بار بار حاضری انہی اشعار کا صدقہ ہے جن سے وہ تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کا مبارک کام لیتے ہیں، انہی دوران اسٹیج پر استاذ العلماء، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکریٹری مولانا خلیل اللہ مولویانوی تشریف لائے۔ حضرت اس وقت جامعہ شمس العلوم کے مہتمم بھی ہیں، دو صدیوں سے زائد عرصہ سے حقیقی علم کی روشنی پھیلاتے ہوئے، آج جامعہ پوری آب و تاب کے ساتھ قرآن و سنت کی تعلیم و حفاظت میں کوشاں ہے۔ خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ جیسے اکابرین بھی اس جامعہ سے فیض پاتے رہے، بلا مبالغہ طلبا کی ایسی تربیت بہت کم جامعات میں دیکھی گئی۔ طلبا کے چہروں پر للٰہیت واضح جھلکتی ہے اور نسل در نسل اس خاندان کی وابستگی بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ خوب ہے اور الحمد للہ! مزید پروان چڑھ رہی ہے، ولی کامل حضرت مولانا شریف اللہؒ سے احقر نے خود سنا کہ ۱۹۵۳ء کی

تحریک ختم نبوت کا ایک مرکز مدرسہ شمس العلوم بستی مولویانوی ضلع رحیم یارخان بھی رہا، جہاں سے روزانہ تحریک کو زندہ رکھنے کے لئے مجاہدین ختم نبوت گرفتاریاں پیش کرتے۔ یہ مجاہد کراچی پہنچتے اور جلوس کی شکل میں گرفتاریاں پیش کرتے اور جب جیلیں ان مجاہدین ختم نبوت سے بھر گئیں تو پھر ٹرکوں میں بھر کر مجاہدین کو بیسیوں میل دور جنگل میں چھوڑ دیا جاتا، پاس موجود رقم و اسباب انتظامیہ پہلے ہی رکھ لیتی اس کا حل یہ نکالا گیا کہ شمس العلوم جامعہ سے مجاہدین کو ایک صد روپے کا نوٹ تعویذ بنا کر چمڑے میں بند کر کے بازو پر باندھ دیا جاتا اور جب میلوں دور مجاہدین واپسی کا سفر کرتے تو ایک ایک کر کے تعویذ کھولا جاتا اور مجاہدین ختم نبوت اپنی بھوک اور پیاس مٹاتے۔ حضرت مولانا شریف اللہؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے مولانا محمد علی جالندھریؒ نے اصرار فرمایا کہ آپ جماعت کے مبلغ بن جائیں تو میں نے جواباً کہا کہ جماعت کے کام اور نسبت کو دیکھ کر دل تو بہت چاہتا ہے کہ مبلغ بن جاؤں لیکن میرا ذوق تدریسی ہے انشاء اللہ جماعت کی مکمل سرپرستی اور تعاون شامل رہے گا۔ بندہ کو جب بھی کوئی پریشانی آتی حضرت والا کی خدمت میں شمس العلوم جاتا، حضرت ختم نبوت کے متعلق مکمل احوال سنتے دعا فرماتے اور حکم فرماتے اس مسئلہ کے بارے میں رپورٹ کرتے رہنا، میں اور میری جماعت دعا گو رہے گی۔ چک ۴۵ پی جو کہ قادیانیت سے متاثرہ گاؤں ہے ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا تو انتظامی معاملات مکمل طور پر جامعہ شمس العلوم کے طلبا نے سرانجام دیئے۔ احقر کو مولانا خلیل اللہ مدظلہ نے فرمایا کہ حضرت والا کا حکم ہے کہ مجھے گاڑی میں کانفرنس گاہ تک لے چلو تاکہ میری بھی حاضری ہوجائے اور اخروی نجات کا سامان ہوجائے۔ الحمدللہ! آج ان کے جانشین جماعت ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا خلیل اللہ مولویانوی بھی مجلس ختم نبوت کی مکمل سرپرستی فرمارہے ہیں۔ بارہا راقم الحروف سے فرمایا کہ جب بھی ختم نبوت کے لئے افرادی قوت یا کسی قسم کے تعاون کی ضرورت ہو تو جامعہ شمس العلوم تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف ہے۔ جامعہ تفسیریہ شمس العلوم کے طلبا کی کثیر تعداد بھی جلسہ گاہ میں موجود تھی۔ کانفرنس اپنے عروج پر تھی کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی، لیکن مجمع جوں کا توں جذبہ عشق محمدی سے سرشار بیٹھا ہوا، اسٹیج پر قاری اظہر اقبال، علامہ عبدالرؤف ربانی، مفتی عبداللطیف، میاں مظہر نثار، قاری ظفر اقبال شریف قاری خلیل الرحمن، مولانا عارف فاروقی عباسی، انس محمود و دیگر بھی موجود تھے۔ آخر میں شاہین ختم نبوت اسٹیج پر تشریف لائے اور مشاورت کے بعد دور دراز سے تشریف لائے ہوئے سامعین کے پیش نظر اختتامی دعا فرمادی تاکہ بارش کی وجہ سے واپسی پر سامعین پریشان نہ ہوں یوں یہ یادگار کانفرنس اپنے اختتام کو پہنچی۔ ☆☆

تحریک انصاف لندن کی رہنما کا قادیانی سربراہ سے ووٹ کی صورت تعاون مانگنا افسوسناک فعل ہے

کراچی .... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحیٔ مطمئن نے ۲۸/اپریل بروز اتوار کو حلقہ اورنگی ٹاؤن کی مختلف مساجد میں عوام الناس کی کثیر تعداد سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت ایمان کی بنیاد ہے۔ اس عقیدہ کا منکر اسلام سے خارج ہے۔ قادیانی عام مسلمانوں کو کلمہ کی بنیاد پر دھوکا دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسیلمہ کذاب بھی یہی کلمہ پڑھتا تھا۔ قادیانیوں کا صرف کلمہ طیبہ پڑھ لینا کافی نہیں جب تک جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیج کر اس سے برأت کا اظہار نہ کریں، انہوں نے کہا کہ ایک اخباری اطلاع کے مطابق تحریک انصاف لندن کی رہنما نادیہ رمضان چوہدری کا وفد سمیت قادیانی سربراہ مرزا مسرور سے ملاقات کر کے ووٹ کی صورت میں تعاون کی بھیک مانگنا افسوس ناک فعل اور قابل نفرت اقدام ہے، جس کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا کہ: ''قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔'' اس لئے ہر مسلمان کی ایمانی غیرت کا تقاضا ہے کہ قادیانیوں اور قادیانیت نوازوں سے تعلقات رکھنے سے گریز کرے۔ مولانا نے بعد نماز ظہر جامع مسجد ربانی قائد عوام کالونی مومن آباد میں جبکہ بعد نماز عصر جامع مسجد گلزار مدینہ فقیر کالونی میں بیان کیا جس کا اہتمام مولانا مفتی مشتاق احمد شاہ شیرازی کی دعوت پر اس حلقہ کے احباب دوست اکبر صاحب، بھائی فواد اور بھائی امین اللہ نے کیا تھا۔ اسی طرح بعد نماز مغرب جامع مسجد مدینہ ایرانی کیمپ بلاک ایل اورنگی ٹاؤن میں مولانا محمد عقیل، مولانا عدنان اور مولانا محمد شعیب نے پروگرام رکھا، جس میں مولانا عبدالحیٔ نے عقیدۂ ختم نبوت پر تفصیلی بیانات کئے۔ بعد نماز عشاء جامعہ منہاج الشریعہ میں طلبا اور اہل محلہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔ جامعہ کے ناظم مولانا سید اکبر شاہ، مولانا محمد عقیل، مولانا مفتی عبدالرؤف اور مولانا نعمت اللہ کی دعوت پر مولانا محمد شعیب اور مولانا محمد وسیم نے اس پروگرام کو ترتیب دیا تھا۔

جامعہ مخزن العلوم خان پور میں

ختم نبوت کی بہاریں

رپورٹ: مفتی محمد راشد مدنی

ولی کامل حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کی زیر صدارت شیخ الاسلام حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کی یادگار جامعہ مخزن العلوم خان پور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ ان عہد ساز شخصیات میں سے تھے جنہوں نے بیک وقت ہر محاذ پر داد شجاعت دی اور ہر فتنہ کا مردانہ وار مقابلہ کیا، سب سے خطرناک فتنہ قادیانیت کو آڑے ہاتھوں لیا اور اس محاذ پر طویل عرصہ سے مصروف عمل، معروف ادارہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مکمل سرپرستی فرمائی۔ ان کے امرائے ختم نبوت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے قریبی تعلقات تھے ہر سال مناظرین ختم نبوت حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ کو جامعہ مخزن العلوم میں بلا کر ادیان باطلہ خصوصاً قادیانیت کے خلاف طلبا کی تیاری کرواتے، نیز اپنے حلقہ احباب و مریدین، کانفرنسوں کے سامعین سے ہاتھ کھڑا کروا کر عہد لیتے کہ تازیست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر سایہ ختم نبوت کا کام کریں گے۔ حضرتؒ کا انداز اس قدر والہانہ اور پُرخلوص ہوتا کہ جس نے بھی ہاتھ اٹھا کر وعدہ کیا آج تک تحفظ ختم نبوت کے کام میں مصروف عمل ہے اور ان کی ہر ادا اور لب ولہجہ میں خلوص کا رنگ کیوں نہ ہوتا کہ ان کی تربیت درگاہ عالیہ دین پور شریف کے قطب العالم حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ اور حضرت اقدس ولی کامل حضرت میاں عبدالہادیؒ کے ہاتھوں سے ہوئی تھی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پہلی تحریک ۱۹۵۳ء میں چلی تب تحریک ختم نبوت میں حضرت درخواستیؒ نے مجاہدین ختم نبوت کی مکمل سرپرستی فرمائی۔ قادیانیوں کے لاٹ پادری نے جب ۱۹۵۲ء میں اعلان کیا کہ: ”عنقریب بلوچستان قادیانی اسٹیٹ بننے والا ہے۔“ تب مجلس ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر جن ہستیوں نے نعرۂ مستانہ بلند کیا اور عشق محمدی سے سرشار ہو کر کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تحفظ ختم نبوت کی خاطر دیوانہ وار میدان عمل میں کودے، ان میں سرفہرست ایک نام حضرت اور دوسرا نام حضرت مولانا عرض محمدؒ (خلیفہ مجاز حضرت لاہوریؒ، والد گرامی حافظ حسین احمد مدظلہ) کا ہے، پھر مجلس تحفظ ختم نبوت اور ان ہستیوں کی قربانیوں کے ثمرات سامنے آئے کہ پورے بلوچستان سے قادیانیوں کو دم دبا کر بھاگنا پڑا، آج پورے بلوچستان میں پرچم نبوی کی بہاریں تو نظر آتی ہیں لیکن قادیانیوں کی ایک عبادت گاہ بھی نظر نہیں آتی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت درخواستیؒ نے گرفتاری دی۔ ملتان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر کی تعمیر استاذ المحدثین علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ نے فرمائی تو سنگ بنیاد حضرت درخواستیؒ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔ تازیست مجلس ختم نبوت کی سرپرستی فرماتے رہے، انہی کی یادگار جامعہ مخزن العلوم خان پور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی تو سرپرستی ولی کامل حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ نے فرمائی، جہاں بھی ختم نبوت کا معاملہ آیا، حضرت مدظلہ نہایت دردِ دل اور فکرمندی کے ساتھ اس مسئلہ کے حل کی طرف متوجہ ہوئے اور کیوں نہ ہوں کہ درگاہ عالیہ دین پور شریف کی گھٹی میں تحفظ ختم نبوت کا کام موجود ہے۔

خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ سے لے کر امام الاولیاء حضرت احمد علی لاہوریؒ تک حضرت اقدس میاں عبدالہادیؒ سے لے کر حضرت میاں سراج احمد دین پوری مدظلہ تک تمام اکابرین ختم نبوت ان اولیاء اللہ سے متعلق رہے اور قدم قدم پر دعائیں اور راہنمائی حاصل کرتے اور کر رہے ہیں۔ ان اولیاء اللہ نے بھی سرپرستی کا حق ادا کر دیا۔ حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ جنہوں نے مقدمہ بہاول پور میں مکمل سرپرستی اور شرکت فرمائی اور پھر اپنے حلقہ احباب میں نہایت عاجزی سے فرماتے ہوئے سنا گیا: ”میری نجات اور شفاعت کے لئے ان شاء اللہ! یہ عمل کافی ہوگا جو میں ختم نبوت کا طرف دار بن کر بہاول پور پہنچا۔“

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت خلیفہ صاحبؒ کو فرماتے: آپ ہمارے ساتھ قادیان چلیں، جواباً نہایت عاجزی سے قطب الاقطاب حضرت خلیفہ فرماتے: ”مجھ مسکین کو لے جا کر کیا کرو گے؟“ امیر شریعت حضرت بخاریؒ فرماتے: ”ہم قادیان والوں سے کہیں گے کہ بدنصیبو! تم نے مرزے لعین غلام احمد کو دیکھا ہے، آؤ غلام محمد کو دیکھو! امیر شریعت فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم! اگر قادیان والے غلام محمدؒ کو دیکھ لیتے تو کثیر قادیانی مسلمان ہو جاتے۔“ امام اولیاء حضرت لاہوری تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں مجلس ختم نبوت کے مجاہدین کی مکمل سرپرستی فرماتے رہے اور عملاً تحریک میں شریک ہو کر

گرفتار ہوئے، جیل پہنچے تو ختم نبوت کے ساتھیوں نے کسی طرح حضرتؒ کے لئے چارپائی حاصل کرلی، حضرتؒ نے چارپائی دیکھی تو فرمانے لگے: مجاہدین ختم نبوت نیچے لیٹیں اور احمد علی چارپائی پر؟ سارا مجمع زاروقطار رو پڑا اور چارپائی اٹھادی گئی۔ حضرت اقدس حضرت میاں عبدالہادیؒ ہر ایک تحریک ختم نبوت میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی مکمل سرپرستی فرماتے ہوئے تحریک میں شریک ہوئے، جب ختم نبوت کے جلوس میں ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگتے حضرتؒ پورے جسم کی طاقت اکٹھی فرماتے، ہاتھ لہرا کر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگاتے اور وہی وقت حضرت میاں سراج احمد دین پوری مدظلہ کے حوالے سے جب بھی ختم نبوت کا تذکرہ ہوجانے سے جھڑی لگ جاتی ہے، اکابرین و مبلغین ختم نبوت کی سرپرستی اور محبت ایسے انداز میں فرماتے ہیں کہ مجاہدین ختم میں ایک نیا ولولہ بھر دیتے ہیں اور قطب وقت حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ بلا مبالغہ ہمہ تن تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیوں پر متوجہ رہتے ہیں، ہر موقع پر حلقہ احباب و متوسلین کو حکماً تحفظ ختم نبوت کے کام میں مشغول فرماتے ہیں، کچھ عرصہ قبل رحیم یار خان کے نواحی علاقہ چک ۴۵ پی میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی، اسٹیج پر حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، راقم الحروف بھی موجود تھا، حضرت میاں صاحب مدظلہ نے باقاعدہ متوسلین کا نام لے لے کر پوچھا فلاں صاحب کانفرنس میں شریک ہوئے، فلاں شریک ہوئے؟ اور ختم نبوت کانفرنس میں شرکت نہ کرنے والے کی موقع پر تادیب فرمائی۔ ختم نبوت کانفرنس کے مکمل اخراجات مہیا کرنا اور کانفرنس کا سامان اپنی گاڑی پر پہنچانا، متعلقین کو حکماً ختم نبوت کے پروگراموں میں شرکت کا حکم دینا، مستقل معمولات ہیں۔ حضرت والا کے حکم پر ختم نبوت کانفرنس کے سلسلہ میں جب مجاہدین ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے جامعہ مخزن العلوم پر پہنچا تو مخزن العلوم کی جامع مسجد کا صحن باوجود وسعتوں کے تنگیٔ داماں کا سماں پیش کر رہا تھا۔ جانشین حضرت درخواستیؒ حضرت مولانا فضل الرحمن درخواستی مدظلہ نے کانفرنس کے لئے بہترین انتظام فرمائے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا فضل الرحمن درخواستی مدظلہ بھی پاکستان بھر میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں فکر مند رہتے اور والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مکمل سرپرستی فرماتے ہیں۔ حضرت ہی کے حکم پر عرصہ سات سال سے راقم الحروف جامعہ مخزن العلوم میں دورۂ حدیث اور تخصص فی الفقہ کے طلبا کو رد قادیانیت سے متعلق مستقل درس دے رہا ہے۔ فالحمدللہ!

کانفرنس میں مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے مجاہدین ختم نبوت کے واقعات سنائے تو ہر آنکھ اشکبار تھی، بعد از کانفرنس اکابر حضرات کی زبان پر تھا کہ وہی اکابر کا رنگ، وہی چمک وہ طرز گفتگو، وہی خلوص، وہی سادگی آج بھی اگر بطور زندہ مثال کے دیکھنی ہو تو حضرت جالندھری مدظلہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اسی دوران شاعر ختم نبوت سید سلمان گیلانی تحفظ ختم نبوت پر جذبات ابھارتے رہے۔ جامعہ مخزن العلوم کی فضا میں سید امین گیلانیؒ کے بعد ایک مرتبہ پھر انہی کی طرز و ادائیں گونج رہی تھیں۔ رد قادیانیت پر سید سلمان گیلانی کے قادیانیوں کے جگر چھلنی کرنے والے اشعار یقیناً بیسیوں تقریر پر حاوی ہوتے ہیں، آج سید سلمان گیلانی ختم نبوت کے صدقے پوری دنیا میں متعارف ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے، اسی دوران اسٹیج اکابر علماء کرام سے بھر چکا تھا۔ مہتمم جامعہ ہذا حضرت مولانا فضل الرحمن درخواستی مدظلہ، مولانا مطیع الرحمن درخواستی، امیر جماعت ختم نبوت خان پور مفتی محب الرحمن درخواستی مدظلہ، جنرل سیکرٹری ختم نبوت جماعت مولانا خلیل الرحمن درخواستی مدظلہ، مولانا جمیل الرحمن درخواستی مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا امیر محمد تونسوی، مولانا خلیل الرحمن ڈاہر مدظلہ، مفتی عبدالغفار تونسوی، مفتی محمد طاہر دین پوری، مولانا حبیب الرحمن درخواستی، مفتی سعید الرحمن درخواستی، مولانا شفیق، مولانا سیف اللہ دین پوری و دیگر اکابرین کثیر تعداد میں موجود تھے۔ شاہین ختم نبوت اسٹیج پر تشریف لائے تو پنڈال ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا، عرصہ دراز سے شیخ المشائخ حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کی موجودگی میں مولانا اللہ وسایا مدظلہ خطاب فرماتے ہیں تب واضح محسوس ہو رہا ہوتا ہے کہ حضرت میاں صاحب کی مکمل توجہات شاہین ختم نبوت پر مرتکز ہیں۔

یہ اعزاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو حاصل ہے کہ اسٹیج پر آخر وقت تک حضرت میاں صاحب تشریف فرما ہوتے ہیں، اختتامی کلمات اور دعا کے بعد تشریف لے جاتے ہیں۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تحریک ختم نبوت ۷۴ء کی مکمل کارروائی تفصیلاً بیان فرمائی مجمع پر کبھی کپکپی طاری ہوتی تو کبھی آنکھوں کے کٹورے آنسوؤں سے بھر جاتے، دوران گفتگو جب مفتی محمودؒ کی مجاہدانہ قیادت کا ذکر آیا تو پنڈال ''مفتی تیرا قافلہ رواں دواں، رواں دواں'' کے نعرے بلند ہوتے۔ آخر میں حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کے مبارک کلمات اور دعا پر کانفرنس کا اختتام ہوا، نیز آخر میں جامعہ کے فارغ التحصیل علماء کرام و حفاظ کرام کو اسناد بھی تقسیم کی گئیں۔

کانفرنس کی کامیابی میں ایک اہم کردار مولانا خلیل الرحمن کا تھا جنہوں نے جانفشانی کے ساتھ کانفرنس کے سلسلہ میں مختلف اجلاس منعقد کئے۔ مختلف شعبہ قائم کئے اور مکمل نگرانی فرمائی۔ سیکورٹی کے فرائض مولانا شبیر احمد جالندھری مدظلہ کی زیر نگرانی تھے۔ عصر کی نماز سے قبل کانفرنس بخیر و خوبی تکمیل کو پہنچی۔ عصر کی نماز جانشین حضرت درخواستی مدظلہ مولانا فضل الرحمن کی امامت میں ہوئی بعد ازاں انہوں نے رقت آمیز دعا کروائی، جس سے جامع مسجد سسکیوں سے گونج رہی نماز کے بعد شرکائے کانفرنس کی لنگر سے مہمان نوازی کی گئی۔ ☆

تاریخ اذان اور مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا صابر دانش

قبیلہ کی امارت

چنانچہ آپ نے میری امارت کے لئے ایک وثیقہ نامہ تحریر فرمایا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کے صدقات میں سے میرے لئے کچھ حصہ مقرر فرمادیجئے، اس کے لئے بھی آپ نے اجازت نامہ تحریر فرمادیا۔ حضرت زیاد صدائی فرماتے ہیں کہ یہ ارسال نامہ جات کا قصہ آپ کے بعض سفروں میں پیش آیا تھا، آپ ایک مقام پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔

لوگوں کا حضور ﷺ سے شکایت کرنا

وہاں کے کچھ لوگوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں آکر اپنے عامل کی شکایت کی اور کہنے لگے کہ ہم سے بعض ایسی چیزیں بھی اس نے وصول کرلیں جس کے نہ لینے کا ہماری اور اس کی قوم کے درمیان زمانہ جاہلیت میں معاہدہ ہوچکا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادتی توثیق کے لئے پوچھا: کیا اس نے ایسا کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا: جی ہاں!

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی طرف خطاب کرتے ہوئے فرمایا: (حضرت زیاد صدائی فرماتے ہیں کہ اس وقت میں بھی وہیں موجود تھا کہ امارت اور حکومت میں مسلمان کے لئے بھلائی نہیں ہے (حضرت صدائی فرماتے ہیں) کہ آپ کا یہ فرمان میرے جی کو لگ گیا، اتنے میں ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کچھ دیجئے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے باوجود دولت مندی کے لوگوں سے سوال کیا وہ سوال دردِ سر اور پیٹ کی کوئی بیماری بن کر رہے گا۔“

سائل نے کہا کہ آپ مجھے کچھ صدقہ ہی دیجئے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ صدقات کے بارے میں میرے اور میرے غیر کے حکم پر راضی نہیں، اسی واسطے اللہ پاک نے اس کے مصرف کو خود بیان فرمایا ہے اور ان کی آٹھ قسمیں ہیں، اگر تو ان آٹھ قسموں میں سے کسی ایک قسم میں ہو تو میں تجھ کو دے دوں۔

حضرت صدائی فرماتے ہیں کہ یہ بات بھی میرے دل میں گھر کرگئی، اس لئے کہ میں مال دار تھا، اور میں نے آپ سے صدقہ کا سوال کیا تھا۔

حضرت زیاد صدائی کا امارت ترک کردینا

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پوری فرماچکے تو میں آپ کے دونوں مکاتیب لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ان دونوں وبالوں سے معافی دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تجھے کیا ہوگا؟ میں نے عرض کیا کہ ابھی (نماز سے قبل) آپ سے سنا ہے آپ فرمارہے تھے کہ امارت اور حکومت میں مسلمان کے لئے بھلائی نہیں ہے اور میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاچکا ہوں اور (الحمدللہ) مومن ہوں اور میں نے سائل کے جواب میں آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے باوجود دولت مندی کے لوگوں سے سوال کیا وہ دردِ سر اور پیٹ کی بیماری بن کر رہے گا۔ میں نے بھی آپ سے صدقات کے بارے میں سوال کیا تھا حالانکہ میں (بحمداللہ) دولت مند ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا:

”بات تو اسی طرح ہے جو میں نے کہی آگے تمہاری مرضی ہے، قبول کرو یا چھوڑ دو، میں نے کہا کہ میں نے چھوڑا۔“

اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کسی ایسے آدمی کو بتاؤ جس کو میں تم لوگوں پر امیر اور حاکم بنادوں میں نے اسی آنے والے وفد میں سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا، آپ نے اسی کو امیر بنادیا۔ (حیاۃ الصحابہ، ج:۱، کذافی البدایہ، ج:۵، ص:۸۳)

سعد القرظ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام سعد بن عائذ ہے، بعض نے فرمایا کہ سعد بن عبدالرحمن ہے، آپ حضرت عمار بن یاسر کے مولیٰ ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ آپ انصار کے مولیٰ ہیں اور سعد قرظ کے ساتھ مشہور ہوئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مسجد قبا کا مؤذن مقرر فرمایا تھا، چنانچہ سعد القرظ خود فرماتے ہیں کہ:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد قبا میں تشریف لاتے (تو حضرت بلال ساتھ ہوتے تھے) اور (نماز کے وقت) اذان پڑھ دیتے تھے جس سے (وہاں کے آس پاس کے رہنے والوں کو) پتہ چل جاتا کہ آج (مسجد میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو سب کے سب آپ کے پاس جمع ہوجاتے (حضرت سعد فرماتے ہیں) کہ ایک مرتبہ آپ (مسجد قبا میں) تشریف لائے تو حضرت بلال

آپ کے ساتھ نہ تھے اور حبشی لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ حضرت سعد القرظؓ نے جلدی سے (مکان اذان پر) چڑھ کر اذان دے دی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سعد! تمہیں اذان دینے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جب میں نے آپ کو تھوڑے لوگوں میں دیکھا اور حضرت بلالؓ کو آپ کے ساتھ نہ پایا اور ان حبشیوں کی طرف دیکھا کہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں تو مجھے ڈر محسوس ہوا (کہ کہیں یہ لوگ آپ کو تکلیف نہ پہنچادیں) اس وجہ سے میں نے اذان دے دی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ ماجرا سن کر) ارشاد فرمایا کہ اے سعد! تم نے ٹھیک کیا، جب تم بلالؓ کو میرے ساتھ نہ دیکھو تو تم اذان دے دیا کرو، چنانچہ حضرت سعد القرظؓ نے آپ کی زندگی میں تین مرتبہ (مسجد قبا میں) اذان دی۔"

(جمع الفوائد،ج:۱،ص:۱۶۹)

مسجد نبوی میں اذان

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رحلت فرماگئے اور حضرت بلالؓ نے اذان دینی چھوڑ دی تو حضرت سعد قرظیؓ کو مسجد نبوی منتقل کردیا گیا، پھر یہیں اپنی تمام حیات اذان دیتے رہے، ان کے بعد ان کی اولاد میں اذان متوارث ہوئی (اور وہ یکے بعد دیگرے مسجد نبوی کی موذن ہوئی) اور یہ اذان کا توارث امام مالکؒ کے زمانے کے بعد تک ان کی اولاد میں چلتا رہا۔ البتہ اس بارے میں علماء سیر کا اختلاف ہے کہ حضرت سعد القرظؓ کو مسجد نبوی میں اذان دینے کے لئے مسجد قبا سے کس نے منتقل کیا، بعض علماء سیر فرماتے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو مسجد نبوی میں اذان کے لئے مسجد قبا سے منتقل کیا تھا اور بعض یہ فرماتے ہیں کہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے وہ اذان دیتے تھے، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اذان دینے لگے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد القرظ کو مسجد قبا سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسجد نبوی میں اذان دینے کے لئے منتقل کیا تھا)۔

(تہذیب التہذیب،ج:۳،ص:۴۷۲، کذافی مدارج النبوۃ،ج:۲،ص:۱۰۰۷)

سعد قرظ کی وجہ تسمیہ:

صاحب مختار الصحاح نے باب الظاء میں لکھا ہے "القرظ" "ورق السلم یدبغ بہ" یعنی ببول کے پتے جن سے چمڑے کی دباغت کرتے ہیں۔ "واحد قرظۃ" اور ایسے چمڑے کو جو ورق السلم سے دباغت دیا جائے، اس کو ادیم قرظی کہتے ہیں، آپ چونکہ قرظ کی تجارت کرتے تھے اور اس تجارت میں زیادہ نفع ہونے کے باعث اسی کو لازم کرلیا تھا، اس لئے آپ سعد قرظ کے نام سے معروف و مشہور ہوگئے۔ علامہ بغوی نے معجم الصحابہ میں ایک روایت نقل کی ہے:

"حضرت سعد قرظ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے تنگدست ہونے کا اظہار کیا تو آپ نے ان کو تجارت کا حکم دیا، چنانچہ وہ بازار گئے اور وہاں سے کچھ ببول کے پتے خرید لئے اور ان کو فروخت کردیا جس پر نفع ملا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ یہ تجارت کرتے رہو، لہٰذا وہ اس کام کو کرتے رہے اور اسی وجہ سے سعد القرظ کے نام سے مشہور ہوئے (کیونکہ القرظ ببول کو کہتے ہیں)۔"

(تہذیب التہذیب،ج:۳،ص:۴۷۲)

وفات:

علامہ ابواحمد عسکری فرماتے ہیں کہ حضرت سعد قرظ رضی اللہ عنہ حجاز پر حجاج کی حکومت کے زمانہ تک یعنی ۷۴ھ تک زندہ رہے۔

(الاصابہ،ج:۳، ومدارج النبوۃ،ج:۲)

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ:

آپ کے نام میں علماء سیر کا اختلاف ہے، بعض فرماتے ہیں کہ آپ کا نام اوس ہے اور بعض نے کہا کہ سمرہ ہے اور بعض نے سلمہ اور بعض نے سلمان بتایا ہے، امام ترمذیؒ نے اپنی جامع ترمذی میں فرمایا کہ ابومحذورہؓ کا نام سمرۃ بن معیر ہے اور علامہ زبیر بن بکارؒ نے فرمایا کہ ابومحذورہ کا نام اوس بن معیر بن لوذان بن سعد بن جمح ہے اور جس نے اس کو علاوہ اور دوسرا نام بتایا، اس نے غلطی کی ہے، آپ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کا موذن مقرر فرمایا تھا، آپ جب مکہ کے موذن مقرر ہوئے اس وقت مکہ کے عامل عتاب بن اسید تھے۔ (ابن ماجہ وبذل المجہود،ج:۱)

حضور اقدس ﷺ کا ابومحذورہؓ کو پکڑوانا اور اذان کی تعلیم دینا

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ سے) غزوۂ حنین کے لئے تشریف لے گئے ہیں اور میرے ساتھ مکہ کے نو ساتھی تھے، میں ان میں دسواں تھا (حنین کی طرف چلے) ابھی ہم نے حنین کا کچھ راستہ طے کیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، آپ غزوۂ حنین سے واپس تشریف لارہے تھے، راستہ ہی میں نماز کا وقت ہوجانے کی بنا پر آپ کے موذن نے اذان دی، ابومحذورہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے موذن کی آواز سنی تو مذاق کرنے لگے اور اس (موذن کی اذان کی طرح) ہم بھی زور زور سے چیخ کر اذان کی نقل اتارنے لگے، ہماری اس آواز کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر ارشاد فرمایا: "ان لڑکوں میرے پاس لاؤ (چنانچہ ہم

لائے گئے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اذان دو، جبکہ ہم کو آپ کے سامنے کھڑا کردیا گیا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بلند آواز جو ابھی میں نے سنی کس کی تھی؟ سب نے میری طرف اشارہ کردیا پس آپ نے ان سب کو چھوڑ دیا اور مجھے روک لیا، (چنانچہ وہ سب چلے گئے) اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا کہ کھڑے ہوکر نماز کے لئے اذان دو، میں آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا اور آپ خود کلمات اذان پڑھ کر فرماتے کہو: اللہ اکبر، اللہ اکبر یہاں تک آپ نے اسی طرح پوری اذان مجھ سے پڑھوائی۔“ (بذل المجہود)

ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت ابومحذورہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اشہد ان محمد رسول اللہ دوسری مرتبہ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ارفع من صوتک“ یعنی اپنی آواز کو بلند کرکے اور (زور لگاکر) کہو، اشہدان لاالٰہ الا اللہ.... الی آخر الاذان۔ نیز ابومحذورہ یہ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہوکر اذان دو تو اس وقت آپ اور آپ کی فرمان سے زیادہ سخت اور کراہیت والی چیز کوئی نہ معلوم ہوئی تھی (لیکن مجبوراً حکم بجالانا پڑا)۔ (بذل المجہود، ج:۱)

نبی اکرم ﷺ کا ابومحذورہؓ کو چاندی کی تھیلی عطا فرمانا اور سر وچہرہ پر ہاتھ پھیرنا

جب اذان ختم ہوگئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابومحذورہ کو ایک تھیلی عنایت فرمائی، اس میں چاندی تھی اور اپنا دست مبارک ابومحذورہؓ کی پیشانی کے بالوں پر رکھا پھر دست مبارک چہرہ سے لے کر ناف تک پھیرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

”بارک اللہ فیک وبارک اللہ علیک۔“ (بذل المجہود)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اور تجھ میں برکت نازل کرے۔“

ابومحذورہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ہاتھ پھیرنے سے جو کچھ میرے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کراہیت اور بُرائی تھی سب رفع ہوگئی اور وہ سب محبت سے بدل گئی۔ (ابن ماجہ)

مکہ معظمہ کا موذن مقرر ہونا

اس واقعہ مذکور کے بعد میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے مکہ معظمہ کا موذن مقرر فرمادیجئے، چنانچہ آپؐ نے ان کے کہنے کے مطابق ان کو مکہ معظمہ کا موذن مقرر فرمادیا۔ (ابومحذورہؓ فرماتے ہیں کہ) میں مکہ پہنچا اور عتاب ابن اُسید کے ہمراہ جو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مکہ کے عامل تھے، میں نے اذان دینا شروع کردی۔ (ابن ماجہ)

ابومحذورہؓ کے انتقال کے بعد ان کے بھائیوں میں سے جو بنی سلامان بن ربیعہ بن سعد بن جمح میں سے تھے وارث ہوئے اور اذان دینے لگے۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲)

ابومحذورہؓ کا سر کے بال نہ کٹوانا:

ابن مخیرؓ کہتے ہیں میں نے ابومحذورہؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے سر کے بال رکھتے تھے، میں نے کہا تم اپنے بال کیوں نہیں کٹواتے؟ انہوں نے فرمایا: میں وہ نہیں ہوں کہ میں اپنے ان بالوں کو کٹوادوں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوا ہے اور اس میں برکت کی دعا فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ نے وفات تک بال نہیں کٹوائے اور آپ کے بال اتنے لمبے ہوگئے تھے کہ جب آپ بیٹھتے اور ان بالوں کو چھوڑ دیتے تو زمین تک پہنچ جاتے تھے۔ (زادالمعاد، رک، ج:۳، ص:۵۱۴)

وفات:

آپ کا انتقال ۵۹ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوا اور ایک قول یہ ہے کہ ۷۹ھ میں ہوا۔ آپ ہمیشہ (موذن مقرر ہونے کے بعد سے) مکہ معظمہ میں رہے اور ہجرت نہیں کی، آپ اپنی اذان میں ترجیع اور اقامت میں تثنیہ کرتے تھے اور حضرت بلالؓ اذان میں ترجیع نہیں کرتے تھے اور اقامت میں افراد کرتے تھے۔

(بذل المجہود، ج:۱، مدارج النبوۃ، ج:۲)

جنات میں روایت حدیث اور تعلیم وتعلم

علامہ قاضی بدرالدین حنفیؒ جو آٹھویں صدی ہجری کے مشاہیر علماء میں سے ہیں، جنوں کے احوال واحکام میں ان کی مستقل کتاب ”آکام المرجان فی احکام الجان“ مشہور ومعروف ہے۔ اس میں عنوان بالا کے ماتحت انہوں نے نقل فرمایا ہے کہ: ”حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک جماعت مکہ معظمہ کے قصد سے نکلی اتفاقاً راستہ بھول گئی، اس لق ودق میدان میں زندگی کا کوئی سہارا نہ تھا، موت کے لئے تیار ہوکر کفن پہن لئے اور لیٹ گئے تو ایک جن درختوں کو چیرتا ہوا سامنے آیا اور کہا کہ میں ان لوگوں میں سے باقی ہوں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث سنی ہیں، میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ سب مسلمانوں کے لئے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور اس چیز کو ناپسند کرے جس کو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔“ اس کے بعد قافلہ کو راستہ پر لگادیا اور پانی کا پتا بتادیا، اور حضرت وہب بن منبہؒ سے منقول ہے کہ وہ اور حضرت حسن بصریؒ ہر سال موسم حج میں مسجد خیف کے اندر رات کے کسی حصہ میں ایسے وقت ملاقات کیا کرتے تھے جب سب لوگ سو جائیں، حسب عادت ایک مرتبہ یہ دونوں بزرگ مع اصحاب مسجد خیف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک پرندہ آیا اور حضرت وہبؒ کے پہلو پر آ بیٹھا اور سلام کیا، حضرت وہبؒ نے سلام کا جواب دیا اور یہ سمجھ گئے کہ یہ کوئی جن ہے، پھر اس سے گفتگو شروع کی اور دریافت کیا تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں قوم جنات میں سے ایک مسلمان ہوں، آپ نے فرمایا کہ اس وقت آنے سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ عرض کیا کہ آپ کی مجلس سے علمی اور اخلاقی فیوض حاصل کرنا اور ہماری قوم اسی طرح انسانی علماء وصلحاء کی مجلس سے استفادہ کرتی ہے، ہم لوگ آپ کے اکثر اعمال نماز، جہاد، عیادت مریض، نماز جنازہ حج وعمرہ وغیرہ میں شریک ہوتے ہیں اور آپ کے افادات علمیہ اور روایات حدیث کو محفوظ کرتے ہیں۔ حضرت وہبؒ نے فرمایا: جنات میں سب سے زیادہ محدث اور عالم کون ہے؟ اس نے حضرت حسن بصریؒ کی طرف اشارہ کرکے عرض کیا کہ ہماری قوم میں ان کے شاگرد سب سے زیادہ عالم وافضل ہیں۔ (آکام المرجان، ص:۸۱)

ماں!.... تیرا شکیل زندہ باد ہو گیا

مولانا قاضی احسان احمد

آج ماں اپنے شکیل کو دوسروں کے کندھوں پر جاتا ہوا دیکھ رہی ہے، اس شکیل جو جسے ماں نے اپنے ناتواں کندھوں پر بٹھایا، پالا پوسا، پروان چڑھایا، لیل ونہار کا سلسلہ چلتا رہا، دن بدن بڑا ہوتا گیا، ماں کی امیدیں طاقتور، گلشنِ زندگی میں شکیل بہار بن کر ابھرنے لگا، اپنے بھائیوں سے الگ مزاج اور سوچ و فکر ہے، زندگی میں طمانیت، چین و سکون، سادگی، عبادت کا شوق، جذبۂ جہاد، اعلائے کلمۃ اللہ کی فکر، جذبہ ناموس رسالت سے سرشار، فدائے ختم نبوت، محافظ ناموس مصطفیٰ زندگی کا وظیفہ بن چکا ہے۔

آج شکیل ایک نئی زندگی کا آغاز کرتا ہے، یہ ماں اپنے بیٹے کی بارات لے کر جا رہی ہے، اس کے گھر میں ایک نئی پیاری، سادہ عزت ماب عفت و پاکدامنی کا پیکر بہو آتی ہے، شکیل سلسلہ ازدواج سے منسلک ہو گئے، آج اس گھر کے در و دیوار کی سوچ مختلف ماں مستقبل پر نظریں لگائے ہوئے ہے، میرے شکیل کی نئی زندگی شروع ہوگی، یہ ہوگا، وہ ہوگا، نہ جانے کیا کیا حسین و جمیل تصورات کی دنیا میں کھوئی ماں گھر میں آنے والے اکلوتے مہمان کے آگے پیچھے پھر رہی ہے اور ان کی خدمت و تواضع میں مگن ہے۔

مگر تقدیر بنانے والے نے شکیل کا مستقبل کچھ اور لکھ رکھا تھا، دنیا کی عارضی آزادی، اس سے آخرت کی آزادی کے بدلہ میں لے لینے کا فیصلہ کر رکھا تھا، دنیا کا ظاہری حسن و جمال، اس کے نظارے آخرت کے ہمیشہ ہمیشہ کے لازوال، حسن پر غالب و مقدر کر رکھے تھے، آج کا شکیل کل کے شکیل سے مختلف ہو چکا ہے، آج اسے اسیر ناموس رسالت، مجاہد ختم نبوت، ثانی غازی علم الدین شہیدؒ کہا جا رہا ہے جب اس نے زمین پر انسانی شکل میں رینگتے خنزیر اور بھیڑیے کو گستاخیٔ رسول کا ارتکاب کرنے کی بنا پر موت کی نیند سلا دیا۔

یاد رکھئے مسلمان ہر ظلم، تکلیف، دکھ و غم برداشت کر سکتا ہے، مگر پُر کمزور ایمان مسلمان اپنے سامنے باعث تخلیق کائنات، باعث وجہٗ کائنات، خلاصۂ کائنات، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت مقدسہ کے کسی فرد کی گستاخی، اہانت اور توہین برداشت نہیں کر سکتا، پھر ہو نہ ہو اس نے وہی کام کرنا ہے جو حاجی غلام مصطفیٰ ماٹکؒ، غازی علم الدین شہیدؒ، غازی عامر چیمہ شہیدؒ، غازی ممتاز قادری نے کیا، پھر اس کام سے وہ دریغ نہیں کرتا، آج ان عشاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فہرست میں ایک اور نام کا اضافہ ہو چکا ہے۔

غازی حاجی محمد شکیل کو اسی جرم میں جس جرم میں ایک عاشق، ایک پروانے دیوانے کو سزا ملتی ہے، جیل کی کال کوٹھری میں ڈال دیا گیا، تفتیش کے تمام مراحل سلسلہ وار چلنا شروع ہوئے، مدعی اور مدعا الیہ عدالت کی پیشی پر حاضر ہوتے رہے، ایک طرف گستاخان نبی کا گروہ اپنے ناپاک عزائم کو بچانے کے لئے سرگرداں ہے دوسری طرف ''غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے، تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد'' کی صدائے بازگشت سے کفر و شرک کے ایوان میں زلزلہ برپا کرنے کے لئے اور اسیرانِ تحفظ ناموس رسالت کی حوصلہ افزائی کے لئے ہزاروں شمع ختم نبوت کے پروانوں کا ایمان افروز منظر، آج کفر و اسلام محبت و نفرت، عاجزی و انکساری، غرور و تکبر کے درمیان جنگ ہو رہی ہے، ایک طرف وسائل کا انبار ہے تو دوسری طرف عاشق کی دنیاوی آبتری، ایک طرف طاقت کا نشہ ہے تو دوسری طرف جام عشق و محبت کا سرور، ایک طرف کفر کی آغوش میں بیٹھے ہوئے شیطانیت کا جال بُننے والے اور دوسری طرف اس پروانے کی طرح جو شمع کی روشنی پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے بے چین و بے تاب ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہوتا ہے ان غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گروہ، پھر ہوا کیا؟ آخر عشق جیت گیا، حق بازی لے گیا، کفر ہار گیا۔

ملک عزیز کی عدالت نے اس عاشق کو دنیا کی ان اذیتوں سے آزاد کرنے کا فیصلہ سنا دیا، اس کو غازیان اسلام کی فہرست میں شامل کرنے کا فیصلہ سنا دیا گیا، اس کو شہدا ناموس رسالت کی فہرست میں ڈال دیا گیا، آج شکیل اپنی ماں کو کامیابی اور کامرانی سے دیکھ رہا ہے، ماں بھی عزیمت کا پیکر بنی، اپنی سعادتوں کو دیکھ رہی ہے، کہاں مجھ جیسی گناہگار عورت، کہاں میرا آنکھوں سے معذور شوہر، کہاں میرا گھرانہ اور کہاں میرے مقدر، مجھے ایک شہید ناموس رسالت کی ماں کا اعزاز، کہاں یہ اعزاز اور کہاں میں کہ تاریخ میں ایک اور غازی اور شہید کی ماں کا اضافہ ہو گیا، آج ماں اپنی سوچوں کو چودہ سو سال پہلے لے جاتی ہے، جہاں حضور پُر نور نبی کریم، رسول محترم، آسمان نبوت کے نیر اعظم، محبوب رب دو جہاں، قاسم علم

وعرفان، راحت قلوب عاشقاں چشمۂ علم وحکمت، سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت خبیب بن زید انصاری نے جھوٹے مدعی نبوت کے جھوٹے دعویٰ نبوت کو رد کرتے ہوئے جان جان آفرین کے سپرد کردی اور تاریخ میں سب سے پہلے شہید ختم نبوت ہونے کا اعزاز حاصل کیا تو ماں کی زبان سے یہ جملہ نکلا جو آج بھی ماؤں کے جذبۂ ایثار ومحبت کو پروان چڑھاتا ہے، ان میں جذبۂ حریت پیدا کرتا ہے، قربانی وفداکاری کی داستان رقم کرتا ہے کہ: ”میں نے آج کے دن کے لئے دودھ پلاکر اپنے بیٹے کو جوان کیا تھا۔“ آج جبکہ میرا بیٹا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہوچکا ہے، میں کامیاب ہوچکی ہوں، بالکل یہی منظر چشم فلک نے ایک مرتبہ آج پھر دیکھا جب ماں کا شکیل اپنے آپ کو فدائے نبی بناکر قربان گاہ کی طرف، سوئے مقتل کی طرف رواں دواں ہے، یہ ماں بھی بہت خوش، بہت پرامید کہ میں اس قابل ہوگئی کہ کل قیامت کے دن میرے ماتھے پر شہید ناموس رسالت کی ماں ہونے کا اعزاز ہوگا۔

وقت گزرتا گیا، زندگی ڈھلتی گئی، شام صبح میں اور صبح دن میں اور دن، رات میں تبدیل ہوتے گئے، مگر جذبہ وہی، جو پہلے دن تھا، آج سب کچھ قربان ہوگیا، ایک ہفتہ کی دلہن، سالوں پر محیط بہن، بھائیوں کا گلدستہ ماں اور باپ کی شفقتیں سب کچھ تو قربان کردیا مگر ان عارضی، رشتوں پر دائمی رشتہ کو قربان نہیں کیا، دنیا کی نعمتوں کا آخرت کی نعمتوں کے بدلہ سودا نہیں کیا، آج اس نام پر قربان ہوجاؤں کل یہ دنیا کی سب محبتیں، قرابتیں مل جائیں گی، اگر اس کے برعکس معاملہ ہوا تو پھر نہ یہ کام آئیں گے اور نہ وہ ہی کام آئیں گے جن کا سکہ اس وقت رواں دواں ہوگا۔

غازی حاجی محمد شکیل جیل کی کال کوٹھری میں ایک مجاہد کی سی زندگی گزار رہا تھا کہ اچانک بیماری نے صحت پر حملہ کردیا، کمزوری طاقت پر غالب آنے لگی، سفیدی سیاہی میں تبدیل ہونا شروع ہوگئی، ان تمام چیزوں کا تدارک شروع ہوگیا، مگر جیل کی زندگی کا اندازہ ایک آزاد اور مکمل آزاد آدمی نہیں لگا سکتا، مگر پھر بھی علاج شروع کیا، خوراک کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دی گئی، آرام، سکون کا مکمل نظم کرنے کی ممکن حد تک کوشش کی، مگر وہی کہ ”مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی“ بیماری زور پکڑنے لگی، آخر آج جیل کے درودیوار سے آواز آنے لگی: زندہ ہے غازی زندہ ہے، تیرا مشن جاری رہے گا“ تاج وتخت ختم نبوت کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی۔ غازی حاجی محمد شکیل ٹی بی کے معمولی مرض میں مبتلا ہوگئے جو کہ ایک نا قابل علاج اور قابل کنٹرول مرض ہے مگر رب کریم کو کچھ ایسے ہی منظور تھا بلکہ اگر یوں کہنا مناسب ہو تو کہ ان کا انتظار بڑھ گیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عاشق کے منتظر تھے اور انتظار کی گھڑیاں ختم کرکے ملکوتی فیصلے کہ بجائے رب کریم نے جو فیصلہ کر رکھا تھا اس پر پہلے عمل درآمد ہوگیا اور حاجی غازی محمد شکیل داعی اجل کو لبیک کہہ کر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کرگئے۔

شمع ختم نبوت کے پروانوں کو اپنے عظیم المرتبت رفیق کا یوں ان سے اچانک جدا ہوجانا گراں گزرا، تاہم مسلمان قضا کے فیصلوں کو تسلیم کرتا ہے، جیل حاضر ہوئے ایک عجیب دل نواز، منظر تھا جسے دیکھ کر آسمان پر فرشتے بھی رشک کررہے تھے، ہر طرف ایک عجیب عشق ومستی کی کیفیت، اطمینان وراحت کا سماں، ورنہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ کسی کے مرجانے پر عزیز واقربا اور لواحقین کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ رونا دھونا، چیخ وپکار، واویلا، گریبان چاک کرنا، سر کے بال نوچنا، سینہ کوبی کرنا، غرضیکہ جتنی لاعلمی اتنی ہی جہالت کا منظر ہوتا ہے، مگر یہاں ایسا کوئی غیر شرعی امر نہیں ہوا بلکہ ختم نبوت زندہ باد، ختم نبوت زندہ باد، جسم میں جب تک جان رہے، یہ تیرا ایمان رہے، سدا رہے یہ تجھ کو یاد ختم نبوت زندہ کی صدائیں آسمان کی بلندیوں کو چھورہی تھیں، یہ کیسے لوگ ہیں جو مرنے پر بھی خوش ہوتے ہیں، انہیں کیا معلوم کہ ان کا مرنا جینے سے بہتر ہے ان کا اس دنیا سے جانا اس دنیا میں رہنے سے بہتر ہے۔ اسی اسی بہتری پر نظر رکھے ہوئے ہر مسلمان خوش وخرم، مسرت وشادمانی سے زندگی گزارتا ہے اور قضا کے فیصلوں کو قبول کرتا ہے۔

شہید ناموس رسالت، غازی اسلام، امیر ناموس محمد مصطفیٰ حاجی محمد شکیل کی نماز جنازہ ۱۹ اپریل ۲۰۱۳ء بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔ ایک عجیب منظر تھا، جمعہ کا مبارک دن، خطبات جمعہ میں اس عظیم غازی کو ذکر شہر کی مساجد میں خراج تحسین پیش کیا جارہا ہے۔ الغرض شہدائے ناموس پیغمبر کی یاد تازہ ہوگئی، ہر آنکھ اس عظمت و سرخ روئی پر محبت میں اشکبار، ہر مسلمان اس عاشق کا جنازہ اٹھنے پر دل سے شاداں جدائی پر غمگین مگر مقدر پر خوش نوجوانوں کا حوصلہ وعزم، علماء کی تقاریر، فدائیان تحفظ ناموس رسالت کا جذبہ ایثار وقربانی، قابل دید، جنازہ کے اردگرد علاقہ بھر کے نوجوانوں کی مائیں، اس عظیم المرتبت ماں کے شکیل کو رخصت کرنے کے لئے باادب دیوانہ وار نظریں نیچی کئے ہوئے ستون کی مانند ساکت کھڑی اس عاشقانہ آخری سفر کا نظارہ کررہی ہیں، اعلان ہوا، صفیں درست فرمائیں، عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے اٹھے، راقم الحروف کو یہ سعادت نصیب ہوئی، نماز جنازہ کی امامت کرائی، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا فقیر اللہ اختر، حافظ محمد یوسف عثمانی، مولانا عارف شامی، حافظ محمد ثاقب نے مجلس کی طرف سے شرکت کی، تمام نظم ونسق خدام ختم نبوت نے انتہائی سلیقے سے پورا کیا، یوں ایک عاشق کو ہمیشہ کے لئے رحمت حق کے حوالے کردیا۔ ☆☆

مرزا قادیانی کی کتابیں توہین انبیاء، توہین صحابہؓ واہل بیتؓ اور مغلظات کا مجموعہ ہیں

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ساہیوال میں علماء کرام کے خطابات

ساہیوال (اصغر عثمانی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مورخہ ۱۹ اپریل کو جامع مسجد الحبیب طارق بن زیاد کالونی ساہیوال میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے مقررین نے کہا ہے کہ قادیانی گروہ نے شیطانی دجل وفریب سے اسلام کے افکار ونظریات کو ارتدادی فکر وخیالات کا تختہ مشق بنایا ہوا ہے۔ گستاخانِ رسول سے عداوت رکھنا اور نفرت کا اظہار کرنا ایمان کی علامت اور دینی حمیت وغیرت کا تقاضا ہے۔ قادیانی کتب اور جرائد و رسائل کی اشاعت وترسیل امتناع قادیانیت ایکٹ کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ پاکستان میں قانون نافذ کرنے والے ادارے اور ایجنسیوں نے مٹھی بھر قادیانی اقلیت کے کفریہ لٹریچر کی سپلائی پر خاموشی اختیار کرکے قادیانیوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔

کانفرنس میں تلاوت کی سعادت قاری محمد عثمان المالکی نے حاصل کی، نعتیہ کلام مدثر ولی اور محمد ذیشان نے پیش کیا، نقابت کے فرائض جامع مسجد الحبیب کے خطیب مولانا عبدالغفار قاسم نے سرانجام دیئے، جبکہ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، قاری عبدالجبار، محمد آصف سعید، ادارہ معارف القرآن کے بانی قاری محمد شکیل احمد عثمانی، جامعہ عثمانیہ چیچہ وطنی کے مہتمم پروفیسر مسعود الحسن رشیدی، مولانا محمد عمران اشرفی، جمعیت علماء اسلام کے مفتی محمد یاسر بشیر جالندھری، قاری منظور احمد طاہر، جامع مسجد یاسین کے خطیب قاری نصیر احمد، مولانا اظہار الحق اور قاری محمد نوید سمیت مختلف مذہبی شخصیات نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی صدارت کے فرائض جناب عبدالحفیظ گوریجہ نے سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد قاسم رحمانی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آمد ثانی پر ایمان لانا بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ ناموس رسالت اور اسلامی احکامات وشعائر کی حفاظت کرنے والوں کو عرش الٰہی کا سایہ نصیب ہوتا ہے۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا کہ قادیانی، بیوروکریسی اور میڈیا پر اپنی گرفت مضبوط بنانے کے لئے اپنے کو مظلوم ثابت کرنے کے مذموم عمل کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ تمام مسلمان شیزان سمیت تمام قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ علامہ شکیل احمد عثمانی نے کہا کہ بیرون ممالک میں قادیانی اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کی طرح متعارف کراکر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہیں۔ پروفیسر مسعود الحسن رشیدی نے کہا کہ مرزا قادیانی کی کتابیں توہین انبیاء، توہین صحابہ کرامؓ واہل بیتؓ اور مغلظات کا مجموعہ ہیں۔ کانفرنس میں متعدد قراردادوں کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں سے امتناع قادیانیت ایکٹ پر عملدرآمد کرایا جائے۔ دیگر اقلیتوں کی طرح قادیانی اقلیت کے اوقاف بھی سرکاری تحویل میں لئے جائیں۔ قادیانی عبادت گاہوں سے اسلامی شعائر کو محفوظ کیا جائے۔ کانفرنس مولانا قاری منظور احمد طاہر کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ ☆☆

امت مسلمہ کو عالمی میڈیا پر سخت تنقید کا سامنا ہے: مولانا محمد قاسم رحمانی

ساہی وال (اصغر عثمانی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد قاسم رحمانی نے کہا ہے کہ قادیانی آئین پاکستان کے باغی اور قرآن وسنت میں تحریف کرنے والے، یہودی سیاسی لابیوں کے ایجنٹ ہیں۔ مغربی میڈیا اور قادیانی لابیاں حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنے مخصوص ایجنڈے پر کام کررہی ہیں۔ امت مسلمہ کو عالمی میڈیا پر سخت تنقید کا سامنا ہے جس کے پس پردہ قادیانی ماسٹر پلان کام کررہا ہے، وہ یہاں جامعہ رشیدیہ غلہ منڈی ساہی وال میں ۱۹ اپریل کو جمعۃ المبارک کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کررہے تھے۔ اس موقع پر مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی اور مجلس کے مقامی امیر حضرت مولانا کلیم اللہ رشیدی بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ بیرون ملک میں پاکستانی سفارت خانے قادیانی ارتدادی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں۔ قادیانی گروہ سامراجی قوتوں کی چھتری استعمال کرکے اپنے خلاف ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں کی گئی، آئینی ترامیم کو ختم کرانے کے لئے سرگرداں نظر آتا ہے اور امتیازی سلوک اور مظلومیت کے نام پر اسلام اور پاکستان کو بدنام کررہا ہے۔ ہم عقیدۂ ختم نبوت اور ملکی سلامتی کے خلاف کسی قسم کی قادیانی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادیں گے۔ جمعۃ المبارک کے خطبہ کے بعد مولانا کلیم اللہ رشیدی کی طرف سے دیئے گئے اعزازیے میں شرکت کی۔

ہری پور میں جماعتی سرگرمیاں اور کانفرنس

جنوری ۲۰۱۳ء ربیع الاول ۱۴۳۴ھ سے ضلع ہری پور کی رکنیت سازی کا کام مولانا طیب فاروقی (مبلغ اسلام آباد) کی زیر نگرانی شروع ہوا الحمدللہ! پورے ضلع کے دوردراز علاقوں تک رکن سازی کی گئی، اس کے بعد ۲رفروری ۲۰۱۳ء کو جامع مسجد القریش میں انتخابی اجلاس منعقد ہوا، جس کی سرپرستی مولانا قاضی مشتاق (راولپنڈی)، مولانا محمد طیب فاروقی (اسلام آباد)، مولانا زاہد وسیم (راولپنڈی)، مولانا قاری زکریا (ٹیکسلا) نے کی۔

انتخابی عمل (ناظم انتخاب) مولانا محمد طیب فاروقی نے انجام دیا، جس میں مولانا قاری محمد فدا امیر، مولانا مفتی ہارون الرشید شامی ناظم، مولانا شمس القدیر ناظم تبلیغ، سیف الرحمٰن سیف ناظم مالیات اور مولانا حسین احمد ناظم نشرواشاعت منتخب ہوئے۔ اس اجلاس میں علاقے کے ڈھائی سو کے قریب علماء کرام نے شرکت کی۔

اسی اجلاس میں ۲۳رمارچ ۲۰۱۳ء کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا۔ اس کے بعد کانفرنس کی تیاریاں شروع ہوگئیں، اسی تیاری کے سلسلے میں جو چھوٹے پروگرام ترتیب دیے گئے، ان میں ۱۶تا ۲۲رمارچ تک مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا قاضی مشتاق اور مولانا زاہد وسیم نے ضلع بھر میں پروگرام کیے، اسی سلسلے میں ۲۲رمارچ بروز جمعہ مولانا قاضی مشتاق نے نماز جمعہ جامع مسجد سیدنا صدیق اکبرؓ سرائے صالح میں پڑھائی، دوران تقریر مولانا قاضی مشتاق نے مرزا قادیانی ملعون کی کتب کے حوالے دیتے ہوئے کہا کہ: وہ لوگ (مرزائی) جھوٹے ہوکر بھی اپنے جھوٹے نبی سے کتنے مخلص ہیں.... اور ہم لوگ اپنے سچے اور برحق نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے چند لمحات بھی نہیں دے سکتے، اس پر مجمع نے عہد کیا کہ ہم ختم نبوت کے لئے ہر قربانی دیں گے اور کانفرنس میں شرکت کا عہد کیا۔

اسی طرح مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے جامع مسجد بیت المکرم سکندر پور میں نماز جمعہ پڑھائی، جمعہ کی تقریر میں مولانا نے ختم نبوت کی اہمیت اور مرزائیت کی اسلام دشمنی پر بڑی مدلل گفتگو کی۔ مولانا نے ختم نبوت کانفرنس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کے فضل وکرم سے ہمیں آج تک جتنی کامیابیاں ملی ہیں، انہیں کانفرنسوں سے ملی ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی انہیں کانفرنسوں سے ہمیں مزید کامیابیاں ملیں گی۔ ان حضرات کے علاوہ مولانا عزیزالرحمٰن ثانی نے جامع مسجد علی خان، مولانا زاہد وسیم نے جامع مسجد غازی اور مولانا محمد طیب فاروقی نے جامع مسجد محلہ کھوہ ہری پور میں نماز جمعہ پڑھائی۔

الحمدللہ! ۲۳رمارچ ۲۰۱۳ء کو ایلمنٹری کالج گراؤنڈ ہری پور میں ایک عظیم الشان اور تاریخی ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا، جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء سے وقت لیا گیا۔ بریلوی مکتب فکر کے مولانا صاحبزادہ کمال شاہ، اہلحدیث کے مولانا مقصود احمد سلفی سے وقت طے ہوا اور ان کے علاوہ ملک بھر سے جید علماء کرام تشریف لائے، جن میں متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن، مناظر اسلام مولانا منظور احمد مینگل، مولانا مفتی محمود الحسن مسعودی، حضرت مولانا پیر عزیزالرحمٰن ہزاروی، مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی مشتاق، مولانا اکرام اللہ مجددی، حافظ حسین احمد قابل ذکر ہیں۔ کانفرنس کی صدارت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت مولانا عبدالغفور مدظلہ (ٹیکسلا) نے کی۔ ملک کے مشہور ثناخواں حافظ عبدالقادر (کراچی) نے ختم نبوت پر کلام پیش کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کی خدمات مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا احسان عظیم اور مولانا عزیزالرحمٰن ثانی نے سرانجام دیں۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تاریخی خطاب کیا، ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا ذکر کرتے ہوئے مولانا نے کہا کہ اس تحریک کا آغاز مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ کی اس تقریر سے ہوا جو انہوں نے فیصل آباد اسٹیشن پر زخمی طلباء سے کی اور اس کا اختتام مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر ہوا.... اور آج ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم اسی مجاہد (مولانا تاج محمودؒ) کے شہر ہری پور میں ختم نبوت کے لئے اکٹھے ہیں۔ آخری خطاب مولانا محمد الیاس گھمن کا ہوا، مولانا نے کہا کہ یہ جماعت (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) تمام جماعتوں میں ماں کی حیثیت رکھتی ہے، اس اسٹیج سے ہمارے اکابر جیسے ہمیں حکم دیں گے ہم اسی طرح ان کے نقش قدم پر چلیں گے اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ آخر میں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت مولانا عبدالغفور مدظلہ نے دعا فرمائی۔

تمام علماء کرام نے ہر سال یوم پاکستان ۲۳رمارچ کو یوم ختم نبوت کے طور پر منانے کا اعلان کرتے ہوئے ہر سال ۲۳رمارچ کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا۔

کانفرنس کی کامیابی اور انتظام کے لئے مولانا قاری فدا محمد (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ہری پور) کی سرپرستی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس میں مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا زاہد وسیم، مفتی ہارون الرشید، مولانا سعید، مولانا مرتضیٰ، مفتی احسان عظیم، مفتی عامر شہزاد، سیف الرحمٰن سیف شامل تھے۔ کمیٹی نے دن رات محنت کرکے اس کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ اللہ رب العزت ان حضرات کو اپنی حیثیت کے مطابق اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

فاتح قادیان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مبارک

مدرسہ ختم نبوۃ۔ مسلم کالونی چناب نگر

لائق بصری

32 واں

سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

مقدس

نامور علماء ومناظرین و
ماہرینِ فن لیکچر دیں گے
انشاءاللہ

بتاریخ
5 شعبان ۱۴۳۴ھ مطابق 15 جون 2013
تا
27 شعبان ۱۴۳۴ھ مطابق 7 جولائی 2013

زیر سرپرستی

حکیم العصر، محدث کبیر
ولیٔ کامل، مخدوم العلماء
حضرت اقدس
شیخ الحدیث
مولانا
عبدالمجید لدھیانوی صاحب
دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

✣ کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ✣ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ✣ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ ✣ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ہمارے رابطے
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670